جلد ۲ اکتوبر ۱۹۶۱ شمارہ ۱۰

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ: پانچ روپے قیمت فی پرچہ: آٹھ آنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اکتوبر ۱۹۶۱ء

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- پانچ روپے ٭ فی پرچہ :- پچاس پیسے

فہرستِ مضامین

طابع و ناشر: محمد ابراہیم ۔ مطبوعہ: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۰

(۱۵ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

اجتماعی ذکرِ الٰہی کا انمول موقع!

انصار اللہ کا سالانہ اجتماع اور اس میں شمولیت کی اہمیت

اسلام کی رُو سے نفس کی پاکیزگی اور روحانی ترقی کے تعلق میں اجتماعی ذکرِ الٰہی کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نماز میں بھی جو سرا سر ذکرِ الٰہی اور دُعا پر مشتمل ہوتی ہے اجتماعیت کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے چنانچہ اس نے صرف نماز کا ہی نہیں بلکہ نمازِ باجماعت کا حکم دیا ہے تاکہ عبادت میں اجتماعی رنگ پیدا ہو اور اس کے نتیجے میں مسلمان من حیث الجماعت روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل کریں اور اتحاد و اتفاق کی دولت سے بھی مالامال ہوں۔ پھر ذکرِ الٰہی میں اجتماعیت کی اِس بنیادی اہمیت کے باعث ہی اسلام نے مقررہ عبادتوں میں بھی اجتماعی ذکرِ الٰہی کے بعض تدریجی حلقے قائم کر دیئے ہیں اور ان میں وسعت و رفعت کا ایسا التزام فرمایا ہے کہ یہ حلقے درجہ بدرجہ وسیع تر اور بلند تر ہوتے ہوتے عالمی سطح تک جا پہنچتے ہیں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک ناقابلِ تسخیر وحدت میں ڈھال کر انہیں ظاہری اور باطنی طور پر اس طرح باہم مربوط کر دیتے ہیں کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ان کی باطنی قوت اور اجتماعیت کے احساس کو کوئی ضعف نہیں پہنچا سکتی۔

چنانچہ اسلام نے اوّلاً مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ دن رات میں پانچ دفعہ اپنے اپنے محلّے کی مسجد میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شامل ہوں اور اس طرح مل کر اس کا ذکر کریں۔ اجتماعی ذکرِ الٰہی کا اِس سے اگلا اور وسیع تر حلقہ

یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ یعنی جمعہ کے روز اس سے زیادہ وسیع رقبہ کے مسلمان جمعہ کی نماز کے لئے اکٹھے ہوں اور اس موقعہ پر امام نماز سے قبل وعظ کے رنگ میں خطبہ بھی پڑھے۔ تیسرا یعنی اس سے بھی وسیع تر حلقہ یہ ہے کہ ایک شہر کے مسلمان سال میں دو مرتبہ عیدین کے موقع پر ایک جگہ اکٹھے ہوں، مل کر نماز ادا کریں اور خطبہ سے بھی مستفیض ہوں۔ اجتماعی ذکر الٰہی کا چوتھا اور وسیع ترین حلقہ یہ ہے کہ حج کے موقعہ پر اکناف عالم سے مسلمان مکہ معظمہ میں جمع ہوں اور مناسک حج جو تمام تر ذکر الٰہی پر مشتمل ہیں بجا لائیں۔ مقررہ عبادات میں ذکر الٰہی کے یہ درجہ بدرجہ وسیع تر اور بلند تر حلقے اجتماعی ذکر الٰہی کی اہمیت اور اس کی غایت درجہ افادیت پر دال ہیں اور یہ افادیت اس قدر ظاہر و باہر ہے کہ مخالفین اسلام بھی اسے تسلیم کئے بغیر نہیں رہتے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف مقررہ نمازوں اور حج کی شکل میں دیگر عبادتوں کی ہی تلقین نہیں فرمائی ہے بلکہ اس نے دن رات، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر وقت اور ہر حالت میں کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے اور ہر آن اس میں مشغول رہنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ (النساء آیت ۱۰۴)	اور جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر یاد کرتے رہو۔

کھڑے اور بیٹھے، چلتے اور پھرتے ہر حال میں بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کے ذکر میں مصروف رہنے کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اس طرح تمہیں قدم قدم پر فوز و فلاح نصیب ہوگی اور تم حصولِ مقصد کے لحاظ سے فائز المرام قرار پاؤ گے چنانچہ فرمایا:۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الجمعہ آیت ۱۱)	اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

پھر بکثرت ذکر الٰہی کرنے کا ایک عظیم الشان فائدہ یہ بیان فرمایا کہ اس کے نتیجے میں تمہیں اطمینان قلب نصیب ہوگا جو روحانیت کی جان ہے اور پھر خبردار فرمایا کہ ذکر الٰہی کے بغیر تم اطمینانِ قلب کی دولت پا ہی نہیں سکتے چنانچہ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ (الرعد آیت ۲۹)	یعنی جو ایمان لائے ہوں اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہوں (اللہ ان کو ہدایت دیتا ہے) پس خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن مجید میں انفرادی طور پر اپنی اپنی جگہ ذکر الٰہی میں مصروف رہنے کی بھی تاکید فرمائی ہے اور پھر من حیث الجماعت مخاطب کر کے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات میں جمع کے صیغہ سے ظاہر ہے مسلمانوں کو اس ذکر الٰہی میں بھی

اجتماعی کیفیت کو ملحوظ رکھنے کی طرف متوجہ کیا ہے یعنی مقررہ نمازوں اور دیگر عبادتوں کے علاوہ بھی ضروری ہے کہ گاہے گاہے یکجا اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند کیا جائے تاکہ اجتماعی ذکرِ الٰہی کی برکتوں سے مسلمان بہرہ اندوز ہو سکیں۔ پھر قرآن مجید پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض دن مقرر کر کے اجتماعی طور پر ان دنوں میں خصوصیت کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہونے کے باعث بہت اجر و ثواب کا موجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حج کے تعلق میں فرماتا ہے:-

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ　　　یعنی اللہ کو مقررہ دنوں میں یاد کرو۔

(البقرہ آیت ۲۰۴)

چنانچہ مقررہ نمازوں کے علاوہ ذکرِ الٰہی کے مذکورہ بالا انفرادی اور اجتماعی احکامات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف خود ہر لحظہ اور ہر آن ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے بلکہ کسی کسی دن فیضِ عام کے طور پر ذکرِ الٰہی کی مخصوص مجلسیں بھی منعقد فرمایا کرتے تھے تاکہ مقررہ نمازوں کے علاوہ ہر آن جاری رہنے والے ذکرِ الٰہی میں بھی اجتماعی کیفیت پیدا ہونے سے اس کی عظیم الشان برکات میں اضافہ ہو سکے۔ یوں تو حضورؐ قریباً ہر نماز کے بعد ہی مسجد میں کچھ دیر تشریف فرما رہ کر حاضر الوقت اصحاب کو تعلیم و تلقین فرماتے رہتے تھے لیکن کبھی کبھی حضورؐ دن اور وقت مقرر کر کے مخصوص مجلسِ ارشاد کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔ ایسی مخصوص مجالسِ ذکر کے متعلق ہی احادیث میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ (سنن ابن ماجہ صـ۲۲) یعنی ایک مقررہ دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فیضِ عام کے طور پر لوگوں کے لئے باہر تشریف لاتے تھے۔ ایسی مجالس میں حضورؐ وعظ و نصیحت کرتے اور علوم و معارف کے خزانے لٹا کر لوگوں کو ان سے مالامال فرماتے۔ یہ مجالس لوگوں کے لئے تزکیۂ نفوس اور تطہیرِ قلوب اور روحانی علو و ارتفاع کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوتیں۔ ان مخصوص مجالس کے بارہ میں حضورؐ کی یہ خواہش ہوتی کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ ہو جو ان میں حاضر نہ ہو اور ان کی عظیم الشان برکات سے فائدہ نہ اٹھائے۔ حضورؐ اہتمام فرماتے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان مجالس میں شریک ہوں اور اگر کوئی شخص بلا عذر حاضر نہ ہوتا یا آنے کے بعد واپس چلا جاتا تو یہ امر حضورؐ کو بہت ناگوار گزرتا۔ چنانچہ بخاری میں ایسی ہی ایک مجلس کے متعلق روایت آتی ہے کہ حضورؐ مجلس میں وعظ فرما رہے تھے کہ تین شخص آئے ان میں سے ایک صاحب بڑے شوق سے آگے بڑھ کر باقاعدہ حلقے میں بیٹھ گئے دوسرے آگے نہ آئے اور انہوں نے پیچھے ہی بیٹھ رہنے پر اکتفا کیا تیسرے صاحب تھوڑی دیر کھڑے رہنے کے بعد واپس چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وعظ سے فارغ ہوئے تو فرمایا ان میں سے ایک شخص نے خدا کی طرف پناہ لی خدا نے بھی اس کو پناہ دی، ایک شرم میں رہا خدا بھی اس سے شرمایا، ایک نے خدا سے منہ پھیرا خدا نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ جب ذکرِ الٰہی کی مجلس سے منہ پھیر کر جانے والا خدا کی ناراضگی مول لیتا ہے تو جو شخص محض سستی اور غفلت کی وجہ سے

ایسی مجالس میں سرے سے شریک ہی نہیں ہوتا وہ خدا کو اپنے اُوپر کس قدر ناراض کرتا ہے۔

مقررہ اور مخصوص عبادتوں کے علاوہ اجتماعی ذکرِ الٰہی کا عظیم الشان برکات کے پیشِ نظر ہی ہماری جماعت میں بھی اجتماعی ذکرِ الٰہی کے لئے مختلف اجتماعات مقرر ہیں۔ خدام سال میں ایک دفعہ اپنا اجتماع منعقد کرتے ہیں اسی طرح سال کے سال انصار اللہ کا اجتماع بھی منعقد ہوتا ہے، اور پھر سال میں ایک دفعہ نہایت وسیع پیمانے پر جلسہ سالانہ کا انعقاد عمل میں آتا ہے جسے خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور اس کے اذن کے ماتحت مقرر فرمایا ہے۔ اِن سب اجتماعات میں جو نمایاں حصّہ ذکر الٰہی میں وسیع تر اجتماعیت کی کیفیت پیدا کرنے کی غرض سے منعقد کئے جاتے ہیں شمولیت اختیار کر کے ان کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہونا روحانی ترقی کے لئے از حد ضروری ہے۔

اِس مہینے کے آخر میں انصار اللہ کا ساتواں سالانہ اجتماع ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے جس کے لئے ۲۷ر اکتوبر سے ۲۹ر اکتوبر کی تاریخیں مقرر ہیں۔ یہ اجتماع جیسا کہ اس میں شمولیت کرنے والے احباب جانتے ہیں دعاؤں، ذکرِ الٰہی اور انابت الی اللہ کے رُوح پرور ماحول میں تزکیۂ نفوس و تطہیرِ قلوب کی جن مخصوص روایات کے ساتھ منعقد ہوتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ لذّت آشنا دل گواہی دے سکتے ہیں کہ ہمارا یہ اجتماع روحانی نعمتوں کے ایک خوانِ یغما کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر احباب چاہتے ہیں کہ وہ مسلسل تین روز دنیا و مافیہا سے الگ رہتے ہوئے صبح سے شام تک پھر شام سے نصف شب تک اور پھر نیند کے مختصر وقفہ کے سوا نصف شب سے صبح تک ذکرِ الٰہی میں مصروف رہ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں اور اس حال میں اپنے گھروں کو واپس لوٹیں کہ ان کے ایمان کو ایک نئی تازگی، یقین کو ایک نئی پختگی، قلوب کو ایک نئی جلاء اور ذہنوں کو ایک نئی بصیرت حاصل ہو تو انہیں چاہیئے کہ وہ اِس اجتماع میں شمولیت کے لئے دیوانہ وار اپنے مرکز کی طرف کھنچے چلے آئیں۔

دراصل اِس اجتماع کا اعلان مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کے اعلان کا حکم رکھتا ہے۔ اس کے جواب میں جملہ انصار کا فرض ہے کہ وہ اِس اجتماع میں شمولیت کے لئے اِس ذوق و شوق اور وارفتگی کے عالم میں آئیں کہ ان کے دلوں سے بے اختیار نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کی آواز بلند ہو رہی ہو تا ہزار ہا انصار کے دلوں سے بیک وقت بلند ہونے والی یہ آوازیں آسمان پر پہنچیں اور پھر وہاں سے خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کو لے کر زمین کی طرف واپس آئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے جو اُس نے اپنے محبوب خاص حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اپنے بندوں سے کیا ہے کہ :-

وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ط یعنی اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے

اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ (الحج آیت ۴۱) اور (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ زبردست قوتوں والا اور سب پر غالب ہے،

دُنیا کمانے کا خیال یا کوئی نجی مصروفیت انصار میں سے کسی کو بھی اِس دینی و روحانی اجتماع میں شمولیت سے باز رکھنے کا موجب نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کا یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ:-

لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور آیت ۳۸) یعنی ان کو اشغالِ دنیوی ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں کرتے۔

انصار کے لئے خدائی افضال اور رحمتوں اور برکتوں سے اپنے دامن بھرنے کا انمول موقع قریب سے قریب تر آرہا ہے۔ ان کے لئے ازبس ضروری ہے کہ وہ اِس موقع کو کسی نجی مصروفیت یا محض سُستی اور غفلت کی وجہ سے ہاتھ سے جانے دیں۔ وہ آئیں، پہلے سے بڑھ کر تعداد میں آئیں اور دَوڑتے ہوئے آئیں اور اِس طرح حقیقی معنوں میں اپنے انصار ہونے کا ثبوت دیں۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اجتماعی ذکرِ الٰہی کے اِس انمول موقع سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور کوئی ایک فرد بھی ہم میں سے ایسا نہ ہو جو محض سُستی اور غفلت کی وجہ سے خود اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے کا موجب بنے۔ آمین یا ارحم الراحمین ؁

اطفال الاحمدیہ کے لئے وظائف

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے ہر سال سالانہ اجتماع سے قبل اطفال الاحمدیہ کا دینی اور تاریخی معلومات کا امتحان منعقد ہوتا ہے۔ اِس امتحان میں اوّل اور دوم آنے والے اطفال کو ایک سال کے لئے سکول کی پوری فیس اور نصف فیس وظیفہ کی شکل میں بطور انعام دی جاتی ہے۔ اِس سال انشاء اللہ ۲۶ راکتوبر بروز جمعرات یہ امتحان دفتر انصار اللہ مرکزیہ کے ہال میں ہوگا۔ اِس کیلئے نصاب اور شرائط حسب ذیل ہوں گی:-

(۱) عمر نو سال تا چودہ سال (۲) کتب نصاب:- نبراس المومنین و چالیس جواہر پارے۔
(۳) احمدیت سے متعلق عقائد، مسائل اور تاریخی معلومات (۴) پاکستان سے متعلق تاریخی اور جغرافیائی معلومات۔
(۵) تبلیغ بیرون پاکستان و جماعتی ادارہ جات کے متعلق معلومات۔

تحریری امتحان ۲۶ راکتوبر کو ہوگا اور زبانی امتحان ۲۸ راکتوبر بوقت صبح ہوگا۔ بچوں کو ابھی سے اِس امتحان کی تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ - ربوہ)

قابلِ فخر باپ کے قابلِ فخر فرزند کا وصال

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جلیل القدر اور لائقِ صد احترام بزرگ یعنی حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے قابلِ فخر باپ کے قابلِ فخر فرزند حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ ۱۸ ستمبر ۱۹۶۱ء کو ۶۶ سال کی عمر میں اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب مرحوم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد ہونے اور ذاتی طور پر اخلاقِ فاضلہ اور اوصافِ حمیدہ سے مزیّن ہونے کے باعث اپنے والد ماجدؓ کی طرح جماعتِ احمدیہ میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شعائر اللہ میں شمولیت کا نمایاں اور امتیازی شرف عطا فرمایا تھا۔ آپ نے زندگی بھر امارت میں بھی للّٰہیت، تقویٰ شعاری اور درویشی کا شاندار نمونہ قائم فرما کر اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ آپ اس قابلِ فخر اعزاز اور امتیازی شرف کے فی الواقعہ اہل تھے۔ پھر آپ نے ایک نہایت نازک دور میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے انتظامی سربراہ کی حیثیت سے ناظر اعلیٰ کے فرائض نہایت درجہ خوش اسلوبی سے بجا لا کر خدماتِ سلسلہ کا ایک شاندار ریکارڈ قائم فرمایا۔ آپ نے یہ فرائض اس قدر محنت اور جانفشانی سے ادا کئے کہ انکی بجا آوری کے دوران ہی ۱۹۴۹ء کے اوائل میں آپ پر عارضۂ قلب کا حملہ ہوا اور باوجود افاقہ اور شفایابی کے آپ کی صحت پھر پہلی حالت پر نہ آسکی اور آپ بارہ سال تک قریباً صاحبِ فراش ہی رہے۔ اس طویل بیماری کے دوران آپ نے صبر و رضا میں اپنے عمل سے حضرت ایوب علیہ السلام کا نمونہ قائم کر دکھایا۔

ادارہ "انصار اللہ" حضرت نواب صاحب مرحومؓ کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے حرم محترم حضرت نواب سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی، آپ کے صاحبزادگان اور جملہ صاحبزادیوں اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد کی خدمت میں دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت نواب صاحب مرحومؓ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کی روح پر رحمتوں، فضلوں اور عنایات کی بارش برسائے اور آپ کی اولاد اور پسماندگان کا دین و دنیا میں ہر طرح حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین ۞

بارگاہِ ذوالجلال میں حضرت مسیحِ پاک کی ایک عظیم الشان دعا

تین سال کے اندر اندر ایک فیصلہ کن آسمانی نشان ظاہر کرنے کی درخواست

قدرت و جلال کا ایک ایسا چمکتا ہوا نشان جو انسانی تصرفات سے بالکل بعید ہو!

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اواخر ۱۸۹۹ء میں خدائے قادر و قدوس حیّ و قیوم کی بارگاہِ ذوالجلال میں نہایت درجہ عاجزی و انکساری، تضرّع و ابتہال، خشوع و خضوع اور درد و الحاح کے ساتھ ایک ایسی عظیم الشان دعا مانگی تھی جو قرآنی فیصلے کے بموجب فرستادہ برحق اور مامور من اللہ کے سوا کوئی مفتری اور کاذب ہرگز ہرگز مانگ ہی نہیں سکتا۔ یہ عظیم الشان دعا خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے اور پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خارقِ عادت غیبی نشانوں کا جو سلسلہ ظاہر ہوا وہ آپ کی صداقت کے اظہار کے لئے ایک ایسے خورشید درخشاں کی حیثیت رکھتا ہے کہ جو نصف النہار پر پہنچا ہوا ہو۔ آپ نے یہ دعا اتمامِ حجت کے لئے ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک اشتہار کی شکل میں اسی وقت شائع فرما دی تھی جو من و عن ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✣ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو ✣ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں ✣ نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو ✣ اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

اِس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کے لئے ایک دعا اور حضرت عزّت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست

اے میرے حضرت اعلیٰ ذوالجلال قادر و قدوس، حیّ و قیّوم جو ہمیشہ راستبازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد

مبارک ہے۔ تیرے قدرت کے کام کبھی رُک نہیں سکتے۔ تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے۔ تُو نے ہی اِس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ "اُٹھ کہ میں نے تجھے اِس زمانہ میں اسلام کی حجّت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کیلئے چُنا" اور تُو نے ہی مجھے کہا کہ "تُو میری نظر میں منظور ہے، میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں" اور تُو نے ہی مجھے فرمایا کہ "تُو وہ مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا" اور تُو نے ہی مجھے مخاطب کر کے کہا "تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید" اور تُو نے ہی مجھے فرمایا کہ "میں نے لوگوں کی دعوت کے لئے تجھے منتخب کیا ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں اور سب سے پہلا مومن ہوں" اور تُو نے ہی مجھے کہا کہ "میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا اسلام کو تمام قوموں کے آگے روشن کر کے دکھلاؤں اور کوئی مذہب اُن تمام مذہبوں میں سے جو زمین پر ہیں برکات میں معارف میں تعلیم کی عمدگی میں خدا کی تائیدوں میں خدا کے عجائب غرائب نشانوں میں اسلام سے ہمسری نہ کر سکے" اور تُو نے ہی مجھے فرمایا "کہ تُو میری درگاہ میں وجیہہ ہے، میں نے اپنے لئے تجھے اختیار کیا" مگر اے میرے قادر خدا تُو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذّاب اور دجّال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دل آزار باتوں سے مجھے ستایا گیا اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ "حرام خور، لوگوں کا مال کھانے والا، وعدوں کا تخلّف کرنے والا، حقوق کو تلف کرنے والا، لوگوں کو گالیاں دینے والا، عہدوں کو توڑنے والا، اپنے نفس کے لئے مال جمع کرنے والا اور شریر اور خونی ہے"۔ یہ وہ باتیں ہیں جو خود اُن لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے اور اہلِ عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں اور اُن کا نفس اِس بات کی طرف مائل ہے کہ در حقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔ اور انہوں نے صدہا آسمانی نشان تیری طرف سے دیکھے مگر پھر بھی قبول نہ کیا۔ وہ میری جماعت کو نہایت تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک جو اُن میں سے بدزبانی کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے ثواب کا کام کر رہا ہے۔ سو اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول ہوں اور جس سے اُن کا ایمان قوی ہو اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اِس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی اُن کے اندر پیدا ہو اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلا دیں اور ہر ایک طالبِ حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اِس طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں کہ تُو اپنے اِس بندے کے ساتھ ہے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے نام کی روشنی اُس بجلی کی طرح دکھلائی دے کہ جو ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب تک اپنے تئیں پہنچاتی اور شمال و جنوب میں اپنی چمکیں دکھلاتی ہے۔ لیکن اگر اے پیارے مولیٰ میری رفتار تیری نظر میں اچھی نہیں ہے تو مجھ کو اِس صفحۂ دنیا سے مٹا دے تا میں بدعت اور گمراہی کا موجب نہ ٹھہروں۔ میں اِس درخواست کے لئے جلدی نہیں کرتا

تا ئیں خدا کے امتحان کرنے والوں میں شمار نہ کیا جاؤں لیکن میں عاجزی سے اور حضرت ربوبیت کے ادب سے یہ التماس کرتا ہوں کہ اگر میں اس عالی جناب کا منظورِ نظر ہوں تو تین سال کے اندر کسی وقت میری اس دعا کے موافق میری تائید میں کوئی ایسا آسمانی نشان ظاہر ہو جس کو انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ ہو جیسا کہ آفتاب کے طلوع اور غروب کو انسانی تدبیروں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اگرچہ اے میرے خداوند یہ سچ ہے کہ تیرے نشان انسانی ہاتھوں سے بھی ظہور میں آتے ہیں لیکن اس وقت میں اسی بات کو اپنی سچائی کا معیار قرار دیتا ہوں کہ وہ نشان انسانوں کے تصرفات سے بالکل بعید ہو، تا کوئی دشمن اس کو انسانی منصوبہ قرار نہ دے سکے۔ سو اے میرے خدا تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں، اگر تو چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تو میرا ہے جیسا کہ میں تیرا ہوں، تیری جناب میں الحاح سے دعا کرتا ہوں کہ اگر یہ سچ ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور اگر یہ سچ ہے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے تو تو میری تائید میں اپنا کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو پبلک کی نظر میں انسانوں کے ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے برتر یقین کیا جائے تا لوگ سمجھیں کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ اور اے میرے قادر خدا! اے میرے توانا اور سب قدرتوں کے مالک خداوند! تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں اور کسی جن اور بھوت کو تیری سلطنت میں شرکت نہیں۔ دنیا میں ہر ایک فریب ہوتا ہے اور انسانوں کو شیاطین بھی اپنے جھوٹے الہامات سے دھوکہ دیتے ہیں مگر کسی شیطان کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ تیرے نشانوں اور تیرے ہیبتناک ہاتھ کے آگے ٹھہر سکے یا تیری قدرت کی مانند کوئی قدرت دکھلا سکے کیونکہ تو وہ ہے جس کی شان لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ ہے اور ہو العلیّ العظیم ہے۔ جو لوگ شیطان سے الہام پاتے ہیں ان کے الہاموں کے ساتھ کوئی قادرانہ غیب گوئی کی روشنی نہیں ہوتی جس میں الوہیت کی قدرت اور عظمت اور ہیبت بھری ہوئی ہو۔ ......وہ تو ہی ہے جس کی قوت سے تمام تیرے نبی تحدی کے طور پر اپنے معجزانہ نشان دکھلاتے رہے ہیں اور بڑی بڑی پیشگوئیاں کرتے رہتے ہیں جن میں اپنا غلبہ اور مخالفوں کی درماندگی پہلے سے ظاہر کی جاتی تھی تیری پیشگوئیوں میں تیرے جلال کی چمک ہوتی ہے اور تیری الوہیت کی قدرت اور عظمت اور حکومت کی خوشبو آتی ہے اور تیرے مرسلوں کے آگے فرشتہ چلتا ہے تا ان کی راہ میں کوئی شیطان مقابلہ کے لئے ٹھہر نہ سکے۔ مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں گے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذّاب اور دجّال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ دیکھ! میری روح

نہایت توکل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو مَیں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی عزت کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں اور جس کو تُو نے بھیجا ہے اُس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دُور نہ پڑ جائیں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں یہاں تک کہ سورج اور چاند کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں پیشگوئی کی تاریخوں کے موافق گرہن میں آویں اور تُو نے وہ تمام نشان جو ایک سَو سے زیادہ ہیں میری تائید میں دکھلائے جو میرے رسالہ تریاق القلوب میں درج ہیں۔ تُو نے مجھے وہ چوتھا لڑکا عطا فرمایا جس کی نسبت مَیں نے پیشگوئی کی تھی کہ عبدالحق غزنوی حال امرتسری نہیں مرے گا جب تک وہ لڑکا پیدا نہ ہولے۔ سو وہ لڑکا اُس کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا۔ مَیں اُن نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں۔ مَیں تجھے پہچانتا ہوں کہ تُو ہی میرا خدا ہے اس لئے میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسا کہ شِیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا اس لئے نہ مَیں نے بلکہ میری روح نے اس بات پر زور دیا کہ مَیں یہ دُعا کروں کہ اگر مَیں تیرے حضور میں سچا ہوں اور اگر تیرا غضب میرے پر نہیں ہے اور اگر مَیں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء سے آخر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا۔ دیکھ! مَیں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تُو ایسا ہی کر۔ اگر مَیں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو آخر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ جبکہ تُو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ مَیں تیری ہر ایک دعا قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارہ میں نہیں تبھی سے میری روح دعاؤں کی طرف دَوڑتی ہے اور مَیں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو مَیں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔ اگر مَیں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن اور صلحکاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تُو موجود ہے اور دعاؤں کو سنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں جھکتا ہے۔ اب تیری طرف اور تیرے فیصلے کی طرف ہر روز میری آنکھ رہے گی جب تک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو اور مَیں کسی مخالف کو اس اشتہار میں مخاطب نہیں کرتا اور نہ اُن کو کسی مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ یہ میری دُعا تیری ہی جناب

میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں ہے۔ میری روح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا اور کاذب تیری جناب میں کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ کاذب بھی نبیوں کی طرح تحدی کرتے ہیں اور ان کی تائید اور نصرت بھی ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ راستبازوں کی' وہ جھوٹے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نبوت کے سلسلہ کو مشتبہ کر دیں۔ بلکہ تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذاب کو بھسم کر دیتی ہے۔ مگر صادق تیرے حضور میں زندگی اور عزت پاتے ہیں۔ تیری نصرت اور تائید اور رحمت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے۔ آمین ثم آمین۔

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۵ر نومبر ۱۸۹۹ء

(منقول از تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحات ۸۳ تا ۸۸)

اواخر ۱۸۹۹ء کے بعد تین سال کے اندر ظاہر ہونے والے نشانات

(حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خدائے ذوالجلال قادر و قدوس حیّ و قیوم نے اپنے بندے کی تضرعات کو سنا اور اس کی دعاؤں کو پایۂ قبولیت جگہ بخشی۔ اور اس تین سال کے عرصہ میں جو یکم جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر ۳۱ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو ختم ہوتا ہے اپنے عاشق' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی اور اسلام کے سچے خادم کی صداقت پر گواہی دینے کے لئے ایک نہیں بلکہ بیسیوں ایسے نشان دکھلائے جو انسانی ہاتھ سے بالا تھے اور جن کی نظیر کوئی انسان پیش نہیں کر سکتا۔ ان سب نشانات کا ذکر اس مختصر سے نوٹ میں نہیں کیا جا سکتا۔ تفصیل کیلئے دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان تین سالوں کے الہامات کا مطالعہ کریں اور جو اشتہارات اور کتب اس زمانہ میں آپ نے لکھیں اور جو کلماتِ طیبہ اس تین سال کے عرصہ میں آپ کی زبان مبارک سے نکلے ان کو تدبر سے پڑھیں۔ اس مختصر سے نوٹ میں میں صرف چند ایک نشانات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اس قدر شان و شوکت کے حامل اور خدائے قادر کی قدرتوں کو اس طور پر ظاہر کرنے والے ہیں کہ ان میں سے ایک ایک نشان کسی مدعی کی صداقت کے لئے کافی و شافی ہے' اگر آنکھ بینا اور دل نورِ روحانیت سے منور ہو۔

(۱) ۱۱ر اپریل ۱۹۰۰ء عید الاضحی کا دن تھا۔ دو ایک روز قبل سے ہی حضور علیہ السلام خاص دعاؤں

اور خصوصی مجاہدہ میں مشغول تھے کہ خدا تعالےٰ نے آپؑ کو (جو ایک گاؤں کے رہنے والے تھے جس کے ماحول میں عربی تو کجا اُردو زبان بھی بولی اور سمجھی نہ جاتی تھی۔ آپؑ کی ساری عمر ایسے حالات میں سے گزری تھی کہ کبھی آپ کو عربی بولنے کی مشق کا موقعہ نہ ملا تھا) ارشاد فرمایا کہ عربی میں تقریر کرو۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے بھی دل میں ڈالا کہ حضورؑ سے عرض کریں کہ حضورؑ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر تقریر فرماویں۔ حضورؑ نے یہ عرض قبول کی اور فرمایا کہ مجھے عربی میں تقریر کرنے کا حکم ہوا ہے اور اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ دیا ہے کہ عربی کی اِس تقریر میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے اور یہ ایک ایسا کلام ہوگا کہ انسانی فصاحت اِس کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ۔

آپؑ کی دُعا کے مطابق اللہ تعالےٰ نے آپؑ کو یہ ایک ایسا علمی معجزہ عطا فرمایا کہ کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"تب مَیں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی۔ اور مَیں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی۔ ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اوّل کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دُنیا میں بغیر الہام الٰہی کے بیان کر سکے۔ جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام "خطبہ الہامیہ" رکھا گیا لوگوں میں سُنائی گئی اُس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سَو کے قریب ہو گی۔ سُبحان اللہ اُس وقت ایک غیبی چشمہ نکل رہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ مَیں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا۔ کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ اِس کلام میں میرا دخل نہ تھا۔ خود بخود بنے ہوئے فقرے میرے مُنہ سے نکلتے جاتے تھے۔ اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ . . . . یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۲ - ۳۶۳)

خطبہ الہامیہ جو کتابی صورت میں چھپا ہوا ہے اس کا پہلا باب یعنی پہلے ۳۸ صفحے الہامی ہیں۔ بقیہ دو باب حضورؑ نے بعد میں ایزاد فرمائے۔

(۲) اِس عرصہ میں دوسرا علمی معجزہ اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمایا کہ ان مخالف علماء کے مقابلہ میں جو حضورؑ کو جاہل اور کم علم قرار دیتے تھے اور جو کہتے تھے کہ ایسا شخص جو عربی زبان سے نابلد ہے اور قرآنی حقائق و معارف

سے بے بہرہ ہے اصلاحِ خلائق کے لئے کس طرح بھیجا جا سکتا ہے ۔ خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ میرا یہ بندہ عالم ہے یا جاہل اِس سے کیا فرق پڑتا ہے ؟ جبکہ مَیں سب علوم پر حاوی ہوں اور قرآنی علوم کی کُنہ کو جاننے والا اور سکھانے والا ہوں ۔ مَیں خود اپنے اِس بندے کو فصیح و بلیغ عربی بھی سکھاؤں گا اور قرآنی حقائق و معارف بھی بتاؤں گا اور تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکو گے ۔ کیونکہ وہ مجھ سے سیکھتا ، مجھ سے بولتا اور مجھ سے لکھتا ہے اور تم محض اپنی ناقص عقلوں سے کام لے رہے ہو ۔ چنانچہ آپ نے فصیح و بلیغ عربی میں سورہ فاتحہ کی ایک تفسیر لکھی ۔ جس میں اس سورۃ کے معارف اور حقائق بیان کئے اور اسی سورۃ سے اپنے دعویٰ کو بھی ثابت کیا ۔ اس تفسیر کو " اعجاز المسیح " کے نام سے ۲۰ ؍ فروری ۱۹۰۱ء کو شائع کیا اور اس کے ٹائیٹل پیج پر بڑی تحدّی کے ساتھ ساری دُنیا کے علماء اور فصحاء کو یہ ایک الہامی چیلنج دیا کہ :-

" فَاِنَّهٗ كِتَابٌ لَيْسَ لَهٗ جَوَابٌ فَمَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَ تَنَمَّرَ فَسَوْفَ يَرىٰ اَنَّهٗ تَنَدَّمَ وَ تَذَمَّرَ ۔"

یعنی " یہ ایسی کتاب ہے کہ کوئی شخص اس کا جواب لکھنے پر قادر نہیں ہو سکے گا ۔ اور جس شخص نے بھی اس کتاب کا جواب لکھنے پر کمر باندھی اور تیاری شروع کی وہ سخت نادم اور ذلیل ہوگا ۔"

حضور علیہ السلام اپنی اِس تصنیف کے متعلق فرماتے ہیں :-

" مَیں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دُعا کی کہ اس کتاب (اعجاز المسیح) کو علماء کے لئے معجزہ بنا دے اور یہ کہ کوئی ادیب اس کی مثل نہ لا سکے ۔ اور انہیں اس کے انشاء کی توفیق ہی نہ ملے ۔ اور میری دُعا اسی رات خدا تعالیٰ کی جناب میں قبول ہوگئی ۔ اور مَیں نے ایک مبشر خواب دیکھی ۔ اور میرے رب نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا ۔ مَنَعَهٗ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ ۔ یعنی جو مقابل پر آئیگا اس کو آسمانی روکوں کے ساتھ مقابلہ سے روک دیا جائے گا ۔ تو مَیں سمجھ گیا کہ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دشمن لوگ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے ۔ اور نہ ہی اس جیسی بلاغت اور فصاحت یا حقائق و معارف کا نمونہ دکھا سکیں گے ۔ اور یہ بشارت مجھے رمضان شریف کے آخری عشرے میں ملی تھی ۔" (اعجاز المسیح صفحہ ۶۶-۶۷)

یہ ایک زبردست اور انسانی ہاتھوں سے بالا علمی نشان ہے جس کی نظیر آج تک کوئی نہیں لایا اور قیامت تک اس کی نظیر کوئی نہیں لا سکے گا ۔ اللہ اکبر ولا الٰہ اِلّا اللہ ۔

(باقی)

بعثتِ ماموریں کی غرض ــ اور ــ انصار اللہ

(محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مؤرخہ ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۶۱ء کو احمدیہ ہال کراچی میں مجالس انصار اللہ سابق سندھ، بلوچستان و کراچی کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا تھا۔ اس موقع پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے اجتماع میں شامل جملہ انصار کے نام جو ایمان افروز پیغام ارسال فرمایا وہ انصار اللہ کے لئے ان کے اہم اور بنیادی فرائض کی یاد دہانی کے اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہے لہٰذا افادۂ عام کی غرض سے پیغام کا مکمل متن ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ پیغام اجتماع میں مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد قائد عمومی مجلس مرکزیہ نے پڑھ کر سنایا تھا۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احبابِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

مجھے افسوس ہے کہ اِس اجتماع میں شریک ہونے کی خواہش اور کوشش کے باوجود میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے اس میں شریک نہیں ہو سکا۔ کچھ عرصہ سے میری صحت ٹھیک نہیں، پھر بھی میرا ارادہ تھا کہ میں مرکزی مصروفیات کے باوجود اِس تقریب میں خود شریک ہوتا مگر عین آخری وقت میں حضرت نواب عبد اللہ خان صاحبؓ کی وفات اِس ارادہ کی تکمیل میں حائل ہو گئی۔ میں نے فون پر مکرم چوہدری احمد مختار صاحب سے بھی اِس خدشہ کا اظہار کر دیا تھا کہ شاید اِس کی وجہ سے مَیں اِس اجتماع میں شریک نہ ہو سکوں۔

دوستوں کو یہ امر مدّ نظر رکھنا چاہیئے کہ ماموریں کی بعثت کی اصل غرض تزکیۂ نفس ہوتی ہے یعنی دلوں کی صفائی۔ تا اُن میں خدا بس جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اِسی مقصد کے لئے تشریف لائے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"مَیں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جائیں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیۂ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اِسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیحؑ کی

وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے ..... ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اسلئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مَیں اَور ہوں۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۲-۷۳)

خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، اور انصار اللہ کے قیام کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ تا ہر مجلس مخصوص طور پر اپنے اراکین میں یہی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ انصار اللہ کی طرح خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی اپنی جگہ اس مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں بہت حد تک کامیاب بھی ہیں مگر جماعت احمدیہ میں انصار اللہ کو جو مقام حاصل ہے اس کی وجہ سے انصار پر ان سب سے زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کیونکہ سب کی نظریں اُن پر ہیں۔ انصار کا طریق عمل خدام و اطفال کیلئے نمونہ کا کام دیتا ہے۔ اس لئے مَیں اپنے انصار بھائیوں سے عرض کروں گا کہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں اور نماز باجماعت ادا کرنے، قرآن مجید کے معارف سیکھنے، تقویٰ، راستبازی اور دیگر اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے اور سلسلہ کی مالی تحریکات اور دوسرے نیک کاموں میں حصہ لینے کی ایک دوسرے سے بڑھ کر کوشش کریں اور اس طرح اپنے اندر ایسی نیک تبدیلی کرلیں کہ خدام و اطفال تو الگ رہے دُنیا کی دوسری قومیں بھی ان سے نیک اثر قبول کریں۔ مگر اس کے لئے بہت زیادہ توجہ، بہت زیادہ احتیاط، اور بہت زیادہ محاسبہ نفس کی ضرورت ہے۔ جب ہم اپنے اندر یہ رنگ پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو دنیا خود اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے گی کہ ایک زندہ اور فعّال جماعت یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دُور فرمائے اور ہمارے دلوں کو دھووے تا وہ خود ان میں جلوہ گر ہو جائے۔ آمین

بالآخر میں دوبارہ پھر معذرت خواہ ہوں۔ آپ سب محبّت سے اور ایثار کر کے اور تکلیف اور مشقت اٹھا کر چاروں طرف سے جمع ہوتے ہیں۔ میری دلی خواہش بھی یہی تھی کہ مَیں آپ کی اس مجلس میں حاضر ہوتا، آپ سے ملتا، کچھ سُنتا اور کچھ سُناتا، مگر حالات نے مجبور کر دیا جس کا مجھے دلی صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور مجھے بھی توفیق عطا فرما وے کہ پھر کسی موقعہ پر ہماری یہ دلی خواہش پوری ہو۔ آمین

فقط آپ کا بھائی
مرزا ناصر احمد
صدر انصار اللہ مرکزیہ
۲۰ ستمبر ۱۹۶۱ء

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی کلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتِ حسنہ

وَفِیْ مُھْجَتِیْ فَوْرٌ وَّجَیْشٌ لِاَمْدَحَا سُلَالَۃَ اَنْوَارِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدَا

میرے دل میں ایک جوش اور ولولہ ہے کہ میں مدح کروں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خدا تعالیٰ کے انوار کا نچوڑ ہیں

کَرِیْمُ السَّجَایَا اَکْمَلَ الْعِلْمِ وَالنُّھٰی شَفِیْعَ الْبَرَایَا مَنْبَعَ الْفَضْلِ وَالْھُدٰی

آپ بلند ترین اخلاق کے مالک اور علم و عقل میں کامل تر ہیں اور مخلوقات کے شفیع اور فضل و ہدایت کے چشمہ ہیں

تَبَصَّرْ خَصِیْمِیْ ھَلْ تَرٰی مِنْ مُشَارِکِہٖ بِتِلْکَ الصِّفَاتِ الصَّالِحَاتِ بِاَحْمَدَا

اے میرے مدمقابل - دیکھ - کیا تجھے ان صفاتِ حسنہ میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شریک نظر آتا ہے ؟

بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ اٰمِرٌ مَانِعٌ مَعًا حَکِیْمٌ بِحِکْمَتِہِ الْجَلِیْلَۃِ یُقْتَدٰی

آپ مومنوں کے لئے بشارت دینے والے دشمنوں کو ڈرانے والے اور نیکی کا حکم دینے والے اور بدی سے روکنے والے ہیں آپ صاحبِ حکمت ہیں اور آپ کی بہترین حکمت کی وجہ سے آپ کی اتباع کی جاتی ہے۔

ھَدَی الْھَائِمِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّقَوَّمٍ وَنَوَّرَ اَفْکَارَ الْعُقُوْلِ وَاَیَّدَا

آپ نے سرگرداں لوگوں کو سیدھی راہ دکھائی اور عقلمندوں کے افکار کو روشن کیا اور صحیح نتیجہ تک پہنچنے کے لئے ان کی مدد کی۔

لَہٗ طَلْعَۃٌ یَجْلُو الظَّلَامَ شُعَاعُھَا ذُکَاءٌ مُنِیْرٌ بُرْجُہٗ کَانَ بُرْجُدَا

آپ کے رُوئے تاباں کا نور اندھیروں کو روشن کر دیتا ہے۔ آپ ایک روشن آفتاب ہیں لیکن آپ کا برج وہ چادر تھی جس کو آپ پہنتے تھے[1]۔

لَہٗ دَرَجَاتٌ لَیْسَ فِیْھَا مُشَارِکٌ شَفِیْعٌ یُزَکِّیْنَا وَیُدْنِی الْمُبَعَّدَا

آپ کے بلند درجات میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔ آپ ایسے شفیع ہیں جو ہمیں پاک کرتے ہیں، اور خدا تعالیٰ سے دور لوگوں کو خدا کے قریب کرتے ہیں

وَمَا ھُوَ اِلَّا نَائِبُ اللّٰہِ فِی الْوَرٰی وَفَاقَ جَمِیْعًا رَحْمَۃً وَّتَوَدُّدَا

آپ مخلوق میں خدا تعالیٰ کے نائب ہیں - اور رحمت اور محبت میں سب پر فوقیت لے گئے ہیں -

(عربی درثمین)

---

[1] یعنی جس طرح سورج اپنے برج سے طلوع کرتا ہے - اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے تاباں آپ کی اس چادر سے دکھائی دیتا تھا جو آپ پہنتے تھے، اور جس کا ذکر یا ایھا المزمّل کی آیت میں کیا گیا ہے ؎

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

ہر کسے دارد سرے با دلبرے اندر جہاں — من فدائے روئے تو اے دلستانِ گلعذار

ہر شخص اس دنیا میں کسی نہ کسی معشوق سے تعلق رکھتا ہے ۔ مگر میں آپ کے منہ کا فدائی ہوں اے پھولوں کے سے رخساروں والے محبوب!

از ہمہ عالم دل اندر روئے خوبت بستہ ام — بر وجودِ خویشتن کردم وجودت اختیار

سارا جہان چھوڑ کر میں نے آپ کے حسین چہرہ سے دل لگایا ہے ۔ اور اپنے نفس پر آپ کے نفس کو اختیار کر لیا ہے ۔

زندگانی چیست جاں کردن براہِ تو فدا — رستگاری چیست در بندِ تو بودن صید وار

زندگی کیا ہے ؟ یہی کہ آپ کی راہ میں جان کا قربان ہو جانا ۔ آزادی کیا ہے ؟ یہی کہ آپ کی قید میں شکار بن کر رہنا ۔

تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم — تا دلم دورانِ خون دارد بتو دارد مدار

جب تک میرا وجود باقی ہے آپ کا عشق میرے دل میں رہے گا ۔ جب تک میرے دل میں خون دورہ کرتا ہے تب تک اس کا سب دار و مدار آپ پر ہے

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار — عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوار

یا رسول اللہ میں آپ کے چہرہ سے ایک ازلی تعلق رکھتا ہوں ۔ اور اس دن سے کہ میں شیرخوار بچہ تھا ۔ مجھے آپ سے محبت ہے ۔

ہر قدم کاندر جنابِ حضرتِ بیچوں زدم — دیدمت پنہاں معین و حامی و نصرت شعار

جو قدم بھی میں نے خدائے بے ہمتا کے راہ میں مارا ۔ میں نے پوشیدہ طور پر ہر جگہ آپ کو اپنا حامی و مددگار دیکھا ۔

در دو عالم نسبتے دارم بتو از بس بزرگ — پرورش دادی مرا خود ہمچو طفلے در کنار

دونوں جہانوں میں میں آپ سے بے انتہا تعلق رکھتا ہوں ۔ آپ نے خود میری پرورش فرمائی جس طرح ایک بچے کی گود میں پرورش کی جاتی ہے ۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص۲۳)

بعث بعد الموت یعنی اُخروی زندگی

خدا تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد ایک اَور زندگی عطا کرے

(مکرّم جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ ۔ سرگودھا)

(قسط نمبر ۲)

اِس مضمون کے پہلے حصے میں مَیں یہ بتا چکا ہوں کہ اُخروی زندگی کے ماننے کے لئے کیا دلائل ہیں ۔ اب مَیں دوسرا حصہ لیتا ہوں کہ انسان مرنے اور گلنے سڑنے کے بعد کس طرح زندہ ہو سکتا ہے اور کیا خدا تعالیٰ یہ قدرت رکھتا ہے کہ ایسا کرے ۔

عقلی لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی موجودہ زندگی کی اصل ابتداء انسان کو معلوم نہیں ہو سکی ۔ اس کی ظاہری ابتداء ایک نہایت باریک کیڑے سے ہوتی ہے ۔ ایسے کیڑے مادہ تولید کے ایک قطرہ میں دس لاکھ سے بھی اُوپر ہوتے ہیں لیکن وہ کیڑے اس قطرہ میں کہاں سے آگئے ؟ انسان اس کے متعلق اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے اُس خوراک سے پیدا ہوتے ہیں جو انسان کھاتا ہے ۔ بظاہر تو وہ خوراک ان باریک کیڑوں کو اپنے اندر نہیں رکھتی پھر وہ کہاں سے جاتے ہیں ؟ یہ ایک راز ہے جس تک انسانی عقل پہنچ نہیں سکی ۔ پھر وہ کیڑا نشوونما پاکر بتدریج ایک بچے کی شکل اختیار کرتا ہے اور وہ بچہ نو ماہ تک اپنی ماں کے پیٹ کے اندر بڑھتا چلا جاتا ہے اور بالآخر اِس دنیا میں آتا ہے اور آہستہ آہستہ بڑا ہو کر ایک طاقتور اور خوبصورت انسان بن جاتا ہے ۔ اس ابتدائی کیڑے کی جو ایک قطرے کا قریباً دس لاکھواں حصّہ ہوتا ہے اس طاقتور اور خوبصورت انسان کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہوتی ۔ اگر خدا تعالیٰ روزمرہ اِس قدرت کا اظہار نہ فرماتا تو کیا انسان ان دونوں میں کوئی جوڑ یا مناسبت محسوس کر سکتا ہے ؟

اِس سے معلوم ہؤا کہ اگرچہ انسانی زندگی ایک ابتداء رکھتی ہے لیکن وہ ابتداء نہایت درجہ مجہول الکنہ ہے جس کی تہ تک پہنچنے سے انسانی عقول عاجز ہیں ۔ اسی طرح سے اگر ہم یہ سمجھیں کہ خدا تعالیٰ انسان کے اِس جسم میں سے کوئی نہایت باریک سا ذرّہ محفوظ رکھ کر اور اسے نشوونما دے کر ایک اَور وجود بنا دے جو پہلے وجود کے تسلسل میں ہی ہو اور اسے ایک دوسری زندگی عطا فرمائے تو یہ ہرگز عقل سے بعید نہیں اور خدا کی پہلی قدرت کا مشاہدہ اسے باور

کرتا ہے۔ اسی عقلی دلیل کو خدا تعالیٰ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:-

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ
مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ
مُبِينٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ
خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ
وَهِيَ رَمِيمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيهَا
الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَ
هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝ الَّذِي
جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ
نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ ۝
أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ
مِثْلَهُمْ ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ
الْعَلِيمُ ۝ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ
شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝
فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ
كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

(سورہ یٰسین آخری رکوع)

کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو ایک نطفہ سے پیدا کیا لیکن پھر وہ جھگڑالو بن جاتا ہے اور دلیل بازی شروع کر دیتا ہے اور ہمارے لئے باتیں بناتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے کون زندہ کریگا ہڈیوں کو جب وہ گل سڑ کر بوسیدہ ہو جائیں گی۔ تو کہہ ان کو وہی زندہ کریگا جس نے اُن کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور اسکو ہر چیز کے بنانے کا علم ہے۔ اُس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ بنائی جس سے تم گرمی حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جس نے تمام آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہیں کہ انکی مثل بنا دے؟ ہاں وہ یقیناً ایسا کر سکتا ہے کیونکہ وہ ہر قسم کی پیدائش پر بے حد قدرت رکھنے والا اور اس کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ اس کے حکم کی یہ شان ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے فرماتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف طور پر کفار کے اِس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ انسان مرنے کے بعد زندہ کس طرح ہو جائے گا جب کہ وہ گل سڑ جائے گا اور اُس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی؟ وہ اسکے جواب میں انسان کو توجہ دلاتا ہے اس کی پیدائش کی طرف کہ کس طرح وہ ایک حقیر اور ذلیل چیز سے پیدا کیا گیا۔ کیا عقلی طور پر ایسی ابتداء کے ساتھ انسان کا موجودہ طاقتوں کا حامل ہونا سمجھ میں آ سکتا ہے؟ کیا یہ بات انسان کی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ وہ ابتدائی چھوٹا کیڑا کہاں سے آ گیا جس میں انسان کے تمام خد و خال موجود ہوتے ہیں لیکن باریک سے باریک خوردبین سے بھی نظر نہیں آ سکتے لیکن باوجود اتنا چھوٹا ہونے کے اس میں بے حد طاقت ہوتی ہے۔ وہ زندگی اور طاقت اس میں کہاں سے آئی اور پھر اتنی چھوٹی سی جگہ میں وہ مرکوز کیسے ہو گئی۔ کیا اس کا کوئی جواب دے سکتا ہے؟ اسی طرح سے

اس خدا نے ہمارے لئے سبز درخت بنائے جو سخت دھوپ میں بھی اپنے پتوں کی سرسبزی قائم رکھتے ہیں اور ہمارے لئے سائے اور ٹھنڈک کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ ان کے سایوں میں بیٹھ کر ہم دھوپ کی تمازت سے بچتے ہیں اور راحت حاصل کرتے ہیں۔ ان درختوں کے اندر پانی رواں ہوتا ہے۔ ان کے پتوں میں عجیب سبزی ہوتی ہے اور عجیب ٹھنڈک پہنچانے کی خاصیت۔ لیکن اسی درخت میں سے اللہ تعالیٰ آگ پیدا کر دیتا ہے جو ہر چیز کو جلا ڈالتی ہے۔ اس درخت کی وہ ساری سرسبزی اور اس کا سارا پانی اس آگ کے پیدا ہونے کو روک نہیں سکتا جو خدا کی قدرتوں میں سے ایک قدرت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سبز درخت کو سوکھا کر اس میں سے آگ کی چنگاری نکال دیتا ہے۔ بسا اوقات جنگلوں میں خود بخود رگڑ سے سبز درختوں کو آگ لگ جاتی ہے۔ اسی طرح کیا وہ مردہ انسان میں سے زندگی کی چنگاری نہیں نکال سکتا؟ پھر فرماتا ہے اس نے آسمانوں اور زمین کو بنا دیا۔ ان میں زندگی کہاں سے آگئی اور وہ شوکت اور عظمت کہاں سے آگئی، جس سے انسانی عقل خیرہ ہو جاتی ہے۔ اربوں ارب ستارے پیدا کر دیئے اور اتنے اتنے بڑے کہ زمین ان کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ زمین کی گولائی قریباً ۲۴۰۰۰ میل ہے لیکن اس وقت تک جو بڑے ستارے معلوم ہوئے ہیں ان کی گولائی قریباً ۱۲ کروڑ میل ہے۔ بعض ستارے اتنے فاصلہ پر ہیں کہ ۶ ارب سال میں ان کی روشنی زمین پر پہنچتی ہے حالانکہ روشنی کی رفتار قریباً ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور ایک سال میں روشنی ساٹھ کھرب (۶۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) میل کے قریب فاصلہ طے کرتی ہے۔ کیا انسانی ذہن ان فاصلوں کا تصور برداشت کر سکتا ہے؟ اور پھر جوں جوں بڑی بڑی دوربینیں ایجاد ہوتی جاتی ہیں ان کے ذریعہ اور زیادہ فاصلوں پر ستارے نظر آتے جاتے ہیں۔ قریب ترین ستارے کا فاصلہ ۴½ روشنی کے سال ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے سائنسدانوں نے ایک دلچسپ مثال دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ایک پونڈ یعنی آدھ سیر سے ذرا کم مکڑی کا جالا ہو تو وہ ساری زمین کے گرد لپیٹا جا سکتا ہے۔ چاند تک پہنچنے کے لئے ۱۰ پونڈ جالا درکار ہوگا۔ سورج تک پہنچنے کے لئے ۲۱۲۳ پاؤنڈ لیکن قریب ترین ستارے تک پہنچنے کے لئے جس کا فاصلہ ۴½ روشنی کے سال بنتے ہیں وہ جالا ۵ لاکھ ٹن چاہیئے! اربوں روشنی کے سالوں کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان تمام ستاروں اور سیاروں کو بغیر ستونوں کے لٹکایا ہوا ہے۔ وہ اپنے اپنے محور میں چکر بھی لگا رہے ہیں اور اتنی تیزی کے ساتھ کہ ہزاروں لاکھوں میل فی گھنٹہ کی رفتار ہے۔ باوجود اس کے وہ سر مو ادھر ادھر نہیں ہوتے اور نہ ہی ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔ سورج کو اتنا گرم بنا دیا کہ سائنسدان کہتے ہیں کہ اس کی روشنی اور دھوپ کا صرف دو اربواں حصہ ہماری زمین پر آتا ہے اور باقی ایک ارب ننانوے کروڑ ننانوے ہزار ننانوے سو حصے فضا کے دوسرے حصوں میں چلے جاتے ہیں۔ دس ہزار میل تک اس کی آگ کے شعلے آتے ہیں۔ سورج کی گرمی کا اندازہ کرنے کیلئے سائنسدانوں نے ایک مثال یہ دی ہے کہ اگر ایک برف کا تودہ ۲½ میل گول اور سورج تک لمبا ہو یعنی اس کی لمبائی ۹۳ کروڑ میل

ہو۔ اور سورج کی ساری گرمی اس کے اوپر ڈال دی جائے تو وہ سارا تودہ ایک سیکنڈ میں پگھل جائیگا اور ۸ سیکنڈ میں بھاپ بن کر اُڑ جائے گا۔ سورج حجم میں زمین سے ۳۳۲۰۰۰ گُنا زیادہ ہے یعنی سورج میں اتنی زمینیں آجاتی ہیں۔

اِن بڑے بڑے اجرام اور مہیب فاصلوں کے بعد اگر چھوٹی چیزوں کو دیکھیں جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہیں تو وہاں بھی عقل انسانی بالکل چکرا جاتی ہے۔ مرکبات دو یا زیادہ مادوں سے مل کر بنتے ہوتے ہیں۔ مرکب کے چھوٹے سے چھوٹے ذرّہ کو مالیکیول (Molecule) کہتے ہیں۔ اگرچہ عام خوردبین سے ایسے باریک ذرّات نظر آجاتے ہیں جو کہ ایک مربع انچ کا صرف دس لاکھواں حصّہ ہوتے ہیں تب بھی طاقتور سے طاقتور خوردبین کے ساتھ بڑے سے بڑا مالیکیول (Molecule) بھی نظر نہیں آسکتا۔ پانی کا مالیکیول (Molecule) قریباً $\frac{1}{5,00,00,000}$ سنٹی میٹر ہوتا ہے۔ اسمیں پھر آگے ایٹم ہوتے ہیں اور پھر ہر ایٹم میں الیکٹرون۔ ان کی آپس میں نسبتوں کا کسی قدر اندازہ اسی طرح سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر ایک قطرہ پانی کو بڑا کر کے سارے کرۂ ارض کے برابر تصوّر کیا جائے جس کا قطر ۸۰۰۰ میل ہے تو اس کا مالیکیول ٹینس کھیلنے والے گیند سے بھی چھوٹا ہوگا۔ گویا جو سارے کرۂ ارض کو ٹینس بال سے نسبت ہے وہی پانی کے قطرہ کو مالیکیول سے ہے اور اگر پھر اس ٹینس بال کو بڑا کر کے کرۂ ارض کے برابر تصوّر کریں تو اس میں ٹینس بال کے برابر ایٹم (atom) ہوگا۔ اور اگر ایک ایٹم کو سینٹ پال (St. Paul) کے گرجا کے برابر تصوّر کیا جائے تو ایک سُوئی کی نوک کے برابر اس میں الیکٹرون (electron) ہوگا۔ الیکٹرون (electron) کا قطر ایک انچ کا قریباً $\frac{1}{1,0,000,000,000,000}$ شمار کیا گیا ہے۔ اتنی باریکی انسانی دماغ میں قطعی طور پر آہی نہیں سکتی۔ ایٹم کے اندر الیکٹرون ایک دوسرے سے فاصلے پر ہوتے ہیں اور وہ ایٹم کے اندر چکر لگاتے ہیں اور بے انتہا قوت کے مالک ہوتے ہیں۔ الیکٹرون کی رفتار جب وہ ایٹم کے اندر گھومتے ہیں۔ بیس ہزار میل فی سیکنڈ یا اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور وہ ایسی بے پناہ طاقت رکھتے ہیں کہ اگر ہائیڈروجن کے ایک گرام کے ایٹموں کو بیک وقت پھاڑا جائے تو اُن کی طاقت سے ایک لاکھ ٹن وزن تین سو فٹ اونچا اُٹھ جائے۔ سائنسدان فورنیر ڈی ایلبے (Fournier d' albe) کہتا ہے کہ ایک ایک الیکٹرون سارے کرۂ ارض کی خاصیتیں رکھتا ہے اور اس میں اسی طرح زندگی رہ سکتی ہے جس طرح زمین میں۔ روسی سائنسدان - D. I. Mendeleess (1834 تا 1907) کہتا ہے کہ جس طرح کائناتِ عالم میں کروڑوں کروڑ سورج ہیں اسی طرح ایٹم کے اندر کی دنیا کا حال ہے۔ اور ایک اور سائنسدان اینا ٹول فرانس (Anatole France) کہتا ہے یہ ممکن ہے کہ یہ ساری کائنات عالم جس میں ہم رہتے ہیں کسی اور بڑی کائنات کا ایک ایٹم بنا ہو۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی عظیم قدرت کا دخانہ

عالم کے بڑے بڑے اجرام میں اور اُن کے بے انتہا فاصلوں پر واقع ہونے میں ظاہر ہو رہی ہے اور ہماری عقلوں کو انتہائی حیرت میں ڈالتی ہے اسی طرح سے اس کی قدرت باریک اجرام میں ظاہر ہو رہی ہے اور ہماری عقلوں کو چکرا دیتی ہے۔ فسبحان اللہ العظیم۔ اس کی قدرت عظمت کے ساتھ تمام نقائص سے پاک ہے۔ کیا ایسے خدا کی طاقتوں سے یہ بعید ہے کہ وہ ان جیسے آسمان و زمین اور انسان یا ان سے بڑھ کر پھر دوبارہ بنائے۔ یقیناً وہ کامل القدرت ہے اور کامل العلم ہے اور جس طرح کے انسان چاہے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ اس کا ارادہ اور حکم ہی کافی ہے۔ اس کو کسی تگ و دَو اور محنت کی ضرورت نہیں۔ کیا یہ بات اُس کی موجودہ قدرت کے اظہار سے ثابت نہیں۔ کس طرح ہر چیز اس کی کامل قدرت اور اس کی پاکیزگی کو ظاہر کرتی ہے۔ انسان کے لئے اس کی طرف دوسری زندگی حاصل کر کے واپس لوٹنے میں کیا چیز مانع ہے؟ یقیناً کوئی نہیں۔ وہ جس قسم کی چاہے انسان کو دوسری زندگی دے سکتا ہے۔

ایک اَور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ۚ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (احقاف آیت ۳۴)

کیا انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ وہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور وہ ان کے بنانے سے تھکا نہیں۔ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرے۔ ہاں وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں و زمین کی پیدائش کو اور اس کے ایک عجیب کارخانہ ہونے کو اس بات کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے کہ خدا تعالےٰ اس امر پر بھی یقیناً قادر ہے کہ وہ انسان کو دوبارہ زندگی دے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اِن کائناتِ عالم میں پیدائش کی بعض تفصیلی مثالیں دے کر اس امر کو واضح فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۵ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ○ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ○

اور وہ کہا کرتے تھے کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر بھی ہم دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے! اور کیا ہمارے باپ دادے بھی اسی طرح زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ تو انہیں بتا دے کہ پہلے اور پچھلے سب کے سب ایک مقررہ دن میں جمع کئے جائیں گے۔ پھر تم اے گمراہ لوگو اور تکذیب کرنے والو!

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ
فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۚ فَشَارِبُوْنَ
عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۚ فَشَارِبُوْنَ
شُرْبَ الْهِيْمِ ۭ هٰذَا نُزُلُهُمْ
يَوْمَ الدِّيْنِ ۭ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ
فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ
مَّا تُمْنُوْنَ ۭ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ
اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ نَحْنُ قَدَّرْنَا
بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۙ
عَلٰٓي اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ
فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۭ ءَاَنْتُمْ
تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝
لَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ
تَفَكَّهُوْنَ ۙ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۙ
بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ
الْمَاۗءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ
اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ
الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَاۗءُ جَعَلْنٰهُ
اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ
النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ
شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝
نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا
لِّلْمُقْوِيْنَ ۚ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

تھوہر کا درخت کھاؤ گے اور اس سے اپنے پیٹ بھرو گے اور اس پر گرم پانی پیو گے جس طرح بیمار اونٹ پیتا ہے (سو تمہارا اسی طرح پینا بھی تمہاری روحانی بیماریوں کی وجہ سے ہوگا) یہ اُن کی مہمانی ہوگی جزا سزا کے دن۔ ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا تھا (جو ایک نہایت مشکل کام ہے اور انسانی ذہن سے بالا) پس تم نے ہماری باتوں کو سچا کیوں نہ سمجھا (اور یہ کیوں نہ یقین کیا کہ جس طرح ہم کہتے ہیں تمہارے لئے حقیقی زندگی مرنے کے بعد آنے والی ہے جس کی تیاری کیلئے تمہیں یہ ورلی زندگی دی گئی ہے اور جو اپنی ذات میں مقصود نہیں ہے) کیا دیکھا تم نے جو تم نطفہ ڈالتے ہو۔ کیا تم اسے پیدا کرتے ہو یا ہم اسے پیدا کرنے والے ہیں (اور پھر پرورش کر کے بڑا کرتے ہیں اور اس سے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی طاقتیں رکھنے والا انسان بنا دیتے ہیں) ہم نے ہی تمہارے لئے موت مقدر کی ہے اور کوئی ہمیں اس بات سے عاجز نہیں کر سکتا کہ ہم تمہیں بدل کر تمہارے جیسے اور بنا دیں یا تم کو کسی ایسی صورت میں پیدا کر دیں کہ جس کو تم نہیں جانتے۔ اور تم پہلی پیدائش کو تو جانتے ہی ہو (جو ہر روز تمہارے سامنے ہوتی ہے) پس تم نے کیوں نہ نصیحت حاصل کی (اور یہ یقین کیا کہ خدا تعالیٰ دوسری پیدائش پر بھی قادر ہے) کیا تم نے دیکھا جو تم بوتے ہو۔ کیا تم اُس کو اگاتے ہو یا ہم اُسے اُگاتے ہیں؟ (ایک بیج سے ایک تناور درخت ہو جاتا ہے جو سالہا سال پھل دیتا چلا جاتا ہے۔ کیا یہ اُگانا خدا کی عجیب قدرت

رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ع

(الواقعہ آیات ۶۴ تا ۷۵)

کا اظہار نہیں اور انسانی فہم سے بالا) اگر ہم چاہتے تو اسکو بالکل جلا ہوا چُورا بنا دیتے (یعنی وہ نشو و نما نہ پاتا اور پھول اور پھل پیدا نہ کرتا) پھر تم باتیں بناتے رہ جاتے اور کہتے کہ ہم پر تو چٹی پڑ گئی اور ہم اپنی محنت کے پھل سے محروم ہو گئے۔ ذرا اِس پانی کو تو دیکھو جو تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے اُتارا ہے یا ہم اسے اُتارتے ہیں؟ (اِن میں اُس قدرت کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ کس طرح پانی کو بھاپ بنا کر اُوپر لے جاتا ہے اور پھر وہاں سے اسے دوبارہ پانی بنا کر برساتا ہے اور برساتا بھی ایسی طرح ہے کہ وہ یکدم نہ گر پڑے اور انسانوں اور جانوروں کی تباہی کا موجب نہ بن جائے بلکہ قطرہ قطرہ کر کے گراتا ہے تا کہ اس کا گرنا برداشت کیا جا سکے) اگر ہم چاہتے تو اس کو کڑوا کر دیتے۔ پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے۔ ذرا اس آگ کو تو دیکھو جو تم جلاتے ہو۔ کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے (یعنی اُس درخت کو جس سے وہ نکلتی ہے) یا ہم اُس کو پیدا کرتے ہیں؟ اور ہم نے اس کو نصیحت اور مسافروں یا بھوکے لوگوں کے فائدہ کے لئے بنایا ہے۔ پس تو تسبیح کر اپنے رب کے نام کی جو تمام عظمتوں اور قدرتوں کا مالک ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے کس خوبصورتی کے ساتھ اپنی قدرتوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور بتایا ہے کہ جب ہمارا عظیم خدا ان تمام باتوں پر قادر ہے تو وہ انسان کو دوبارہ زندگی دینے پر کیوں قادر نہیں۔ وہ یقیناً اس پر بھی قادر ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے:۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ
قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ
بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرٌ ۝ (التغابن آیت ۸)

کیا یہ کافر گمان کرتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد زندہ کر کے اُٹھائے نہیں جائیں گے۔ تو کہہ میرے رب کی قسم ہے تم ضرور ضرور اُٹھائے جاؤ گے اور پھر تمہیں تمہارے اعمال بتائے جائینگے اور یہ بات اللہ کے اُوپر آسان ہے۔

اِس آیت میں ربوبیتِ الٰہی کی قسم کھائی گئی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کی تکمیل کی جائے اور اسے انتہا درجہ کی ترقیات دی جائیں اور اسے موت دے کر درمیان میں ہی نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ پھر اس کے اعمال کا بدلہ بھی اُسے دیا جائے۔ یہ دونوں باتیں بعث بعد الموت کا تقاضا کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یہ بات نہایت آسان ہے۔ جس طرح اس کی لا انتہا قدرتیں یہاں نظر آتی ہیں اور انسانی نظر ان کے خفیف سے خفیف حصے دیکھنے سے بھی حیرت کے سمندر میں غرق ہوئے بغیر نہیں رہتی اور تھک کر رہ جاتی ہے۔ اِسی طرح موت کے بعد ایک اور زندگی دینا بھی اس کی قدرت سے ہرگز ہرگز بعید نہیں بلکہ نہایت آسان ہے۔

اِس مضمون کو سورۃ القیامۃ (پارہ ۲۹) میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ
عِظَامَهٗ ۝ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ
نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝

کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے۔ یہ خیال درست نہیں۔ ہم تو اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے جوڑ جوڑ کر پھر سے بنا دیں یا اس کے پور پور کو اکٹھا کر کے اسے پھر کامل انسان بنا دیں۔

حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد انسان کا ایک حصہ محفوظ رہتا ہے جس سے اس کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ اسی سورت میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ پھر اس شبہ کا جواب دیتا ہے۔ فرماتا ہے:۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ
سُدًى ۝ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ
يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ
فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ
الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ۝
(القیامۃ آیات ۳۷ تا ۴۱)

کیا انسان خیال کرتا ہے کہ اُس کو یونہی بیکار چھوڑ دیا جائیگا کیا وہ ایک وقت پانی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو اپنی مناسب حال جگہ میں ڈالا گیا۔ پھر وہ ایک چمٹنے والا لوتھڑا بن گیا۔ پھر خدا نے اُس کو اور شکل میں بنا دیا اور آخر اُسے مکمل کر دیا۔ اور اُسے جوڑا جوڑا کر کے بنایا یعنی نر اور مادہ کی شکل میں۔ کیا یہ خدا جو سب کچھ کرتا ہے اِس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو پھر زندہ کر دے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کی اِس پیدائش میں عجیب در عجیب قدرتوں کا اظہار فرماتا ہے جس پر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے اسی طرح وہ یقیناً اِس بات پر بھی قادر ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد ایک اور زندگی عطا کرے جس میں انسان کی تکمیل ہو۔ زمین و آسمان کی پیدائش اور مخلوقات پر اگر غور کیا جائے تو ہر لحاظ سے خدا کی بے انتہا قدرتوں کا ظہور نظر آتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ
الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ
اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ مَا تَرٰى
فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۝
فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝

مبارک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں سب بادشاہت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے زندگی اور موت بنائی تاکہ اے انسانو وہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے بہتر ہے عمل میں۔ اور وہ غالب اور بخشنے والا ہے جس نے بنائے سات آسمان اوپر تلے۔ تو نہیں دیکھے گا اس رحمٰن کی پیدائش میں کوئی نقص۔ پس دوبارہ نظر کر کیا دیکھتا ہے تو کوئی خرابی۔

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○

پھر دوبارہ نظر کر دو مرتبہ تیری نظر تیری طرف ذلیل ہو کر لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہوئی ہو گی۔

(الملک آیت ۱ تا ۵)

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں جانور بھی ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے کئی رنگ میں اپنی قدرت نمائی کی ہے۔ شہد کی مکھیاں مختلف پھولوں پر بیٹھتی اور اُن کا رس نکال لیتی ہیں اور شہد پیدا کر دیتی ہیں۔ گائے، بھینس سبز چارہ اور بھوسہ کھا کر سفید اور لذیذ دُودھ بنا دیتی ہیں حالانکہ اس چارے اور بھوسے کا دودھ کے ساتھ کوئی دُور کا تعلق بھی نظر نہیں آتا۔ ریشم کا کیڑا ریشم کس طرح پیدا کرتا ہے۔ بعض حِسّیں بھی جانوروں میں عجیب طور سے پیدا کر دی ہیں۔ بعض پرندے موسموں کے تغیّر پر قطب شمالی سے قطب جنوبی کو جاتے ہیں اور اتنے ہزار میل کا سفر عین سیدھے طے کرتے ہیں۔ رات اور دن، خشکی اور تری، بادل اور بارش کوئی ان کے راستے میں سیدھا چلنے میں روک نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اندر ایسی قطب نما رکھی ہوتی ہے کہ وہ پوری باقاعدگی سے کام کرتی رہتی ہے اور اُنہیں عین سیدھ میں چلاتی ہے۔ روم (اٹلی) کے ایک کُتّے کا ذکر کتابوں میں آتا ہے جس کا نام Dox تھا وہ پولیس کو جرائم کی تفتیش میں مدد دیتا تھا۔ ایک رات ایک جوہری کی دکان میں چوری ہو گئی۔ چور چوکیدار سے پکڑا نہ گیا اور بھاگ گیا۔ اس کتّے کو لایا گیا اُس نے چوکیدار کے کپڑے سونگھے اور پولیس کو اپنے ساتھ روم کے ایک دوسرے حصّہ میں لے گیا اور ایک مکان میں گھُس گیا۔ جو شخص اُس مکان میں سویا ہوا تھا اگرچہ وہ مشکوک تھا تاہم وہ پولیس کو اطمینان دلانے میں کامیاب ہو گیا کہ اُس نے یہ چوری نہیں کی۔ کُتّے کے مالک نے کُتّے کو اشارہ کیا کہ وہ ذرا احتیاط سے چور کا پتہ لگائے۔ کتّے نے یہ بات سمجھ لی اور پولیس کو واپس اُسی دکان میں لے گیا جس میں چوری ہوئی تھی اور وہاں سے ایک بٹن گرا ہوا اُٹھا لیا اور پھر اُسی مکان میں اُن کو لے گیا جہاں پہلے گیا تھا۔ وہاں کتّے نے ایک کپڑے لٹکانے والی الماری کا دروازہ کھولا اور اُس میں سے ایک کوٹ کو کھینچ لیا۔ اُس کوٹ کا ایک بٹن ٹوٹا ہوا تھا اور وہ وہی بٹن تھا جو وہ کُتّا دکان سے اُٹھا کر لایا تھا۔ اس کے ساتھ چھوٹا سا دھاگا اُس بٹن کے ساتھ رہ گیا تھا۔ اِس یقینی شہادت کے بعد کُتّے نے اطمینان ظاہر کیا کہ واقعی وہی آدمی چور ہے اور اُس شخص نے بھی تسلیم کر لیا کہ اُسی نے چوری کی ہے۔ اِسی طرح کے اور بھی عجیب و غریب کارنامے اس کتّے کے تھے۔ (ملخّص از ریڈرز ڈائجسٹ ستمبر ۶۰ء) ایک اور کتّے کے متعلق پڑھا کہ وہ چوری کی جگہ کو سُونگھ کر مالک کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا اور خواہ کہیں بھی چوری کا مال رکھا ہو یا دبایا ہو وہاں تک پہنچا دیتا تھا۔ پانی میں پھینکے ہوئے مال کا سراغ لگا لیتا تھا۔

سامن (Salman) مچھلی جس جگہ دریا میں پیدا ہوتی ہے چند ماہ کی ہو کر سمندر کی طرف چل پڑتی

ہے اور سمندر میں پہنچ جاتی ہے خواہ سینکڑوں میل کا سفر طے کرنا پڑے۔ دو سال کے قریب وہ سمندر میں کسی ایسی جگہ جا کر چھپ جاتی ہے کہ شکاریوں کو اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ غالب قیاس یہ ہے کہ وہ سمندر میں اس جگہ چلی جاتی ہے جہاں برف ہی برف ہوتی ہے اور برف کے اندر گھس جاتی ہے۔ قریباً دو سال کے بعد خوب موٹی تازی ہو کر پھر اُسی دریا کے دہانے پر آجاتی ہے جہاں سے سمندر میں داخل ہوئی تھی اور دریا میں اُوپر چڑھنی شروع ہوتی ہے یہاں تک کہ عین اُس مقام پر پہنچ جاتی ہے جہاں وہ پیدا ہوئی تھی۔ اس کی اِس حس کو انسانی دماغ سمجھنے سے قاصر ہے! ایک اور سانپ نما مچھلی ہوتی ہے وہ کچھ بڑی ہو کر یورپ کے تمام دریاؤں اور جوہڑوں اور جھیلوں میں سے ہزاروں میل کا سمندری سفر طے کر کے برمودا کے پاس گہرے سمندر میں پہنچ جاتی ہے اور وہاں بچے دے کر مر جاتی ہے۔ وہ چھوٹے بچے سمندر کی تاریکیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کے ارد گرد سمندر کے سوا کچھ نہیں ہوتا لیکن وہ وہاں سے چل کر ہزاروں میل کا سفر طے کر کے انہیں مختلف دریاؤں، جوہڑوں اور جھیلوں میں واپس پہنچ جاتے ہیں جہاں سے اُن کے ماں باپ چلے تھے۔ نہ معلوم ان میں یہ حس ایسا راستہ لینے کی کہاں سے آجاتی ہے جہاں سے اُن کے ماں باپ آئے تھے اور انہوں نے خود دیکھا ہوا نہیں تھا۔

ان سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا ہے انسانی دماغ کے کرشمے آج کل بڑی کثرت سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ انسان فضاؤں میں دور دور تک جا رہا ہے۔ نادان یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اِن ایجادات سے خدا کا مقابلہ کر لیا حالانکہ انہوں نے صرف خدا کی دی ہوئی ایک چھوٹی سی چیز یعنی دماغ سے کام لے کر یہ کچھ بنایا ہے۔ کاش وہ اس حقیقت کو سمجھتے اور خدا تعالیٰ کی معرفت کے لئے بے قرار ہوتے۔ یہ اس خدائے عظیم کی قدرتوں کا ذرا سا نمونہ ہے جو یہاں دیا گیا ہے۔ کیا اس کے لئے یہ مشکل ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد زندہ کرے اور اسے ایک ابدی زندگی دے۔ نہیں نہیں یہ ہرگز اس کے لئے مشکل نہیں۔ وذٰلک علی اللہ یسیر۔ واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ؕ

(باقی)

سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ماہنامہ کا چندہ ادا فرما دیجئے گا!

اِس پرچہ کی اشاعت کے ساتھ ماہنامہ "انصار اللہ" خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی عمر کا ایک سال مکمل کر چکا ہے۔ الحمد للہ جن احباب نے گزشتہ سال اکتوبر، نومبر، دسمبر میں ماہنامہ کی خریداری قبول فرمائی تھی ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ آئندہ سال کے لئے ماہنامہ کی قیمت سالانہ اجتماع پر ادا فرما دیں تاکہ بعد میں وی پی کے زائد اخراجات برداشت نہ کرنے پڑیں۔ جزاکم اللہ۔

(منیجر ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ)

مسیح پاک علیہ السّلام کے ایک مخلص اور "پُرجوش محب"

ان کے نام حضورؑ کا ایک گرانقدر مکتوب

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مخلص اصحاب کے نام خود اپنے دستِ مبارک سے جو بے شمار مکتوب رقم فرمائے وہ علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے ایک نہ ختم ہونے والے بیش بہا خزانے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قبل ازیں ہم حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف مالیرکوٹلہ کے نام حضور علیہ السلام کے بعض نہایت ہی گرانقدر مکتوب ہدیۂ ناظرین کر چکے ہیں۔ آج کی اشاعت میں حضورؑ کے ایک اور جلیل القدر صحابی حضرت حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حضورؑ کا ایک نہایت بیش قیمت مکتوب ہدیۂ احباب کیا جا رہا ہے۔

حضرت سیٹھ صاحب مرحومؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور مخلص صحابی تھے۔ صدق و وفا، قربانی و ایثار اور فداکاری و جاں نثاری کا مادہ آپ میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا اور آپ خدمتِ اسلام اور خدمتِ سلسلہ کا بے پناہ جوش اپنے اندر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مرکز سے بہت دُور ہونے کے باوجود بھی آپ ہر خدمت بجا لانے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے اور اُسے ایک سعادتِ عظمیٰ تصوّر فرماتے۔ آپ کے ان بلند پایہ اوصاف کی وجہ سے حضورؑ بھی آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ آپ کے صدق و وفا، اخلاص و عقیدت اور ولولہ و جوش کی حضورؑ کے دل میں جتنی قدر تھی اور حضورؑ آپ کے ساتھ جس قدر محبت و شفقت اور لطف و عنایت کا اظہار فرماتے تھے وہ آپ کے نام حضورؑ کے گرانقدر والا ناموں کے ایک ایک فقرے ہی نہیں بلکہ ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف سے ظاہر ہے۔ بعض مکتوبات میں تو حضورؑ نے آپ کو "ہمارے بہادر پہلوان" اور "محبِ یک رنگ" کے محبت بھرے القابات سے یاد فرمایا ہے جو اصحابِ مسیح موعودؑ میں آپ کے خاص مقام اور علوِ مرتبت پر دلالت کرتا ہے۔ پھر حضورؑ نے ایک اشتہار میں آپ کو "پُرجوش محب" قرار دینے کے علاوہ مالی قربانی کے میدان میں جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے آپ کے ایثار کو ایک نمونہ اور مثال ٹھہرایا ہے۔ یہ بہت بڑا اعزاز ہے جس پر آنے والی نسلیں رہتی دنیا تک فخر کرتی رہیں گی اور اس طرح عزّت و احترام کے ساتھ آپ کا تذکرہ بھی ہوتا رہے گا انشاء اللہ۔ حضور علیہ السلام آپ کے اوصاف اور آپ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت میں سے کاروبارِ تجارت میں مشغول ہے ان میں سے ایک حبی فی اللہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس **قابلِ تعریف** ہیں اور انہوں نے بہت سے مواقع ثواب کے حاصل کئے ہیں۔ وہ اِس قدر پُرجوش محبّ ہیں کہ اتنی دُور رہ کر پھر نزدیک ہیں۔ اور ہمارے لنگر خانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں۔ اور ان کا صدق اور ان کی **مسلسل خدمات** جو محبت اور اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں **تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ** ہیں کیونکہ تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ وہ ایک سو روپیہ ماہواری بلاناغہ بھیجتے ہیں اور آج تک کئی دفعہ پانسو روپیہ تک یکمشت محض اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے بھیجتے رہے ہیں اور جو ایک سو روپیہ ماہواری ہے وہ اس سے علاوہ ہے۔"

(الاشتہار الانصار ۴ راکتوبر ۱۸۹۹ء)

اب ذیل میں حضرت سیٹھ صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے نام کثیر التعداد مکتوبات میں سے ایک قیمتی اور گراں قدر مکتوب درج کیا جاتا ہے:-

حضور علیہ السلام کا گراں قدر مکتوب

"مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ——— عنایت نامہ پہنچا۔ آپ بکلّی مطمئن رہیں آپ کے لئے اس قدر دُعا کی گئی ہے کہ جو دُنیا میں ایک بڑے **خوش نصیب** کے لئے ہو سکتی ہے۔ خداوند عزّوجل غفور رحیم ہے۔ اس کی درگاہ سے بڑی امیدیں ہیں۔ لیکن ضرور ہے کہ درمیان میں کچھ تشویش لاحق ہو جب تک خدا تعالیٰ کا وہ مقرر کردہ دن آ جائے۔ اس لئے بڑے استقلال اور قوت اور مردانگی سے ایسی تشویش کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ انسان دنیا طلبی کی حالت میں ضرور دل کا کمزور ہوتا ہے اور حقیقت میں جس قدر خدا تعالیٰ پر ایمان کمزور ہوتا ہے اسی قدر دل کو مصائب پیش آمدہ سے صدمہ پہنچتا ہے اور اُسی قدر نومیدی طاری ہوتی ہے۔ سو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ کے لئے خدا تعالیٰ نے **مبشر الہام** صادر فرمایا ہے، اور خدا کا کلام غلط نہیں جاتا۔ میرا یہ حال ہے کہ دُنیا کے تمام بادشاہ متفق ہو کر ایک وعدہ کریں تو میں اس وعدہ کو پھر بھی یقینی نہیں سمجھتا کیونکہ ممکن ہے کہ قبل ایفائے وعدہ کے وہ لوگ مر جائیں یا اس کے ایفا پر

قادر نہ ہوسکیں اور مجبور رہیں۔ مگر خدا تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس راہ سے اور کس طور سے خدا تعالیٰ ان غموں سے آپ کو نجات دے گا اور نہ ابھی تک یہ معلوم ہے کہ وہ وقت کب ہے لیکن کسی قدر مدت کی بات ہے کہ اس خداوند قادر کی طرف سے یہ وعدہ ہے والکریم اذا وعد وفا۔ اس لئے آپ جوانمردی سے اس ذوالجلال کے وعدے کے منتظر رہیں اور کسی کی بے التفاتی پر کچھ بھی پرواہ نہ کریں۔ جس طرح بارش نامعلوم آتی ہے نہیں معلوم ہوتا کہ کب بادل ہوگا اور مینہ برسے گا اسی طرح خدا کا فضل بھی چور کی طرح آتا ہے۔ پورے استقلال اور استقامت سے منتظر رہنا چاہیئے بلکہ بہت خوش رہنا چاہیئے کہ خدا کا وعدہ ہے نہ کہ انسان کا۔ اگر آپ دیکھیں کہ میں آگ میں پڑ گیا ہوں یا پڑتا ہوں تب بھی آپ خوش رہیں کیونکہ جس نے یہ آگ پیدا کی ہے وہ ایک دم میں اس کو بجھا سکتا ہے۔ دنیا میں میں اس بات کو خوب سمجھتا ہوں کہ کیونکہ وہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اس لئے میں آگ میں بھی ہو کر اس کو بہشت تصور کرتا ہوں۔ تمام دکھ اس بات سے ہوتے ہیں جب انسان نہیں جانتا کہ یہ تکلیفیں کیوں آتی ہیں اور کیونکر دور ہو سکتی ہیں۔ مگر جب خدا تعالیٰ کی آوازیں خبر دیتی ہیں کہ یہ تکلیفیں اُس کی طرف سے ہیں اور اُس کے ارادہ کے ساتھ وہ نیست و نابود ہو جاتی ہیں تو کیوں غم کیا جائے۔ باقی خیریت ہے۔

اس وقت قادیان کے چاروں طرف طاعون ہے قریباً دو کوس کے فاصلہ پر۔ اور قادیان اس وقت ایک ایسی کشتی کی طرح ہے جس کے اردگرد سخت طوفان ہو اور وہ دریا میں چل رہی ہے ہر ایک ہفتہ میں شاید بیس ہزار کے قریب آدمی مر جاتا ہے۔ خدا نے ان شکوک کو دور کر دیا کہ اُس وقت عام طاعون پھیلے گی۔

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

۳ر اپریل سنہ ۱۹۰۲ء"

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اوّل۔ مکتوب نمبر ۰۸ ص۳۲)

اللہ اللہ! کیسی خوش نصیبی و خوش بختی ہے جو حضرت سیٹھ صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ازل سے مقدر تھی۔ نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو شناخت کر کے حضور کی آواز پر لبیک کہنے کی سعادت پائی بلکہ وہ جوش اور اخلاص دکھایا کہ حضور علیہ السلام کی خصوصی دعاؤں کے مستحق ٹھہرے اور پھر دعائیں بھی وہ جو حضور کے اپنے ارشاد کے بموجب کسی خوش نصیب کے لئے ہی ہو سکتی تھیں۔ بھلا آپ کے خوش نصیب ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے جبکہ خود حضور علیہ السلام نے

اپنی زبانِ فیض ترجمان اور قلم معجز رقم سے آپ کو خوش نصیب قرار دیا اور اس قابلِ رشک اعزاز کا موجب وہ دعائیں ہوئیں جو از راہِ شفقت آپ کے حق میں فرمائیں ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے حضرت سیٹھ صاحب مرحوم کے حق میں مبشر الہام نازل فرمایا اور اس الہام کی بنا پر ہی حضور نے آپ کو پریشانیوں اور ظاہری مشکلات کے باوجود خوش رہنے کی تلقین فرمائی اور انجام کار فضل اور رحمت اور برکت کی بشارت سے آپ کے دل کو شاد کام فرمایا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

مزید برآں اس گرانقدر مکتوب سے خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انتہائی بلند مقامِ توکل پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ حضور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے پر پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط یقین پر قائم تھے اور اس میں اس بلندی اور رفعت کے حامل تھے جس تک رسائی بجز مامورین الٰہی کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ فرماتے ہیں اور کس جلال کے ساتھ فرماتے ہیں:-

"خدا کا کلام غلط نہیں جاتا۔ میرا یہ حال ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ متفق ہو کر ایک وعدہ کریں تو میں اس وعدے کو پھر بھی یقینی نہیں سمجھتا کیونکہ ممکن ہے کہ قبل ایفائے وعدہ کے وہ لوگ مر جائیں یا اس کے ایفا پر قادر نہ ہو سکیں اور مجبور رہیں، مگر خدا تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے۔"

پھر خدائی وعدے کے پیشِ نظر حضرت سیٹھ صاحبؓ کو صبر و استقلال اور عقد ہمت کے ساتھ کام لینے اور وعدۂ الٰہی کے پورا ہونے پر کامل یقین رکھنے اور ہر آن اس کی رحمت اور فضل کا امیدوار اور منتظر رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اگر آپ دیکھیں کہ میں آگ میں پڑ گیا ہوں یا پڑتا ہوں تب بھی آپ خوش رہیں کیونکہ جس نے یہ آگ پیدا کی ہے وہ ایک دم میں اس کو بجھا سکتا ہے۔ دنیا میں میں اس بات کو خوب سمجھتا ہوں کہ کیونکر وہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اس لئے میں آگ میں بھی ہو کر اس کو بہشت تصور کرتا ہوں۔"

سبحان اللہ! کیا ایمان و یقین اور توکل ہے خدا کی ذات، اس کی صفات اور اس کے وعدوں پر کہ خدا کی راہ میں ہر آن آگ میں پڑنے کے لئے تیار ہیں اور اس خوشی اور بشاشت کے ساتھ کہ گویا ایسی آگ آگ نہیں بلکہ بہشت ہے اور پھر ایسی آگ میں پڑنے پر خوشی اور بشاشت کا یہ عالم ہے کہ ذرہ برابر بھی پریشانی، گھبراہٹ اور بے چینی کے اظہار کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور سوال پیدا ہی کیوں ہو جبکہ حضور مشکلات اور مصائب کے وقت پریشانی اور گھبراہٹ کے خفیف سے خفیف اظہار کو بھی حقیقی ایمان باللہ کے منافی خیال فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی اتباع اور پیروی کی برکت سے ایمان و یقین، صبر و ثبات اور استقامت و استقلال کی راہ پر گامزن رہنے کی توفیق بخشے اور اس طرح اپنے افضال و انعامات سے نوازتا چلا جائے تا ہم اس کی

٭ [illegible] ازالہ اوہام [illegible] ص ۱۰-۲

خدا کے نوحؑ نے کشتی بنائی

(مکرم شیخ روشن دین صاحب تنویرؔ - ربوہ)

ہے برّ و بر میں طوفانِ الحاد
اٹھے نمرود، فرعون اور شدّاد
خدا کے نوح نے کشتی بنائی
خدا کرتا ہے جس کی ناخدائی
جو بندے اس کے نافرمان ٹھہرے
وہ آخر لقمۂ طوفان ٹھہرے
جو بندے اس کی کشتی میں مکیں ہیں
سلامت کے کنارے کے قریں ہیں
صداقت پر مسیحائے زماں کی
گواہی ہے زمین و آسماں کی
زمیں نے اپنے اُگلے ہیں خزانے
چھڑے رُوح و ملائک کے ترانے
ہُوا راضی خدا تجھ پر مسیحاؑ
سلام مصطفٰے تجھ پر مسیحاؑ

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی

بعض غیر مطبوعہ روایات

(مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور۔ ربوہ)

۱۹۳۳ء میں جب خاکسار مبلغ سلسلہ کی حیثیت سے ضلع سرگودھا کا تبلیغی دورہ کرتا ہوا چک نمبر ۹۹ شمالی میں پہنچا تو وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی محترم جناب سید محمد بوٹا شاہ صاحبؓ سے بھی ملاقات ہوئی۔ محترم شاہ صاحب موصوف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور ان دنوں چک ۹۹ شمالی میں رہائش رکھتے تھے۔ مورخہ ۲۵ ۔ جولائی ۱۹۳۳ء کو انہوں نے میری درخواست پر بعض روایات سنائیں جنہیں میں ساتھ کے ساتھ ایک کاپی میں قلمبند کرتا جاتا تھا۔ ان کی بیان کردہ روایات ذیل میں درج ہیں :۔

محترم سید محمد بوٹا شاہ صاحبؓ ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کی روایات

"میں بدوملہی والے پیر صاحب کا مرید تھا۔ ایک دفعہ ان کے پاس گیا۔ ان کی الماری میں ایک رسالہ "واقعات صحیحہ" نام کا پڑا تھا۔ اس کا رنگ سبز تھا اور ٹائیٹل بہت خوشنما تھا۔ میں اس خیال سے کہ اس میں دلچسپ واقعات درج ہونگے پڑھنے کی نیت سے اسے اٹھا لایا۔ گھر جاتے ہوئے اسے راستے میں سرسری نظر سے دیکھا۔ یہ معلوم کرکے کہ اس میں قصہ تو کوئی درج ہے نہیں میں نے اسے پھینک دیا۔ پھر خیال آیا کہ دیکھنا تو چاہیئے کہ اس میں لکھا گیا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے اسے زمین پر سے اٹھا لیا۔ گھر آکر اسے پڑھا لیکن طبیعت کی بے رغبتی کے باعث دل نہ لگا اور اسے رکھ دیا۔ پھر جب طبیعت کو اس طرف راغب پایا تو اسے دوبارہ پڑھنے بیٹھ گیا۔ اس دفعہ اس کو پڑھنے میں طبیعت خوب لگی اور بہت توجہ کے ساتھ اسے اول سے آخر تک پڑھ ڈالا۔ پھر کیا تھا اس رسالہ کی عظمت دل میں بیٹھ گئی۔ اس میں لکھا تھا کہ انسان کو چاہیئے کہ ۱۳ دن تک استخارہ کرے اس طرح اس پر صداقت منکشف ہو جائے گی کہ آیا مرزا صاحب اپنے دعوے پر سچے ہیں یا نہیں۔ اس وقت تک میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا نہ تھا چرچا ضرور سُنا تھا۔ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ استخارہ کرنا چاہیئے چنانچہ میں نے باقاعدہ استخارہ کرنا شروع کر دیا۔ آٹھویں دن خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل بیابان میں ہوں اور پیاس شدید لگی ہوئی ہے۔ سامنے ایک کنواں نظر آتا ہے وہاں جاکر "پاڑچھے" (لکڑی کی نالی جس میں کنوئیں کی ٹنڈوں میں سے پانی گرگر کر

پڑتا ہے اور پھر آگے بہتا ہے) سے پانی پیتا ہوں۔ بوقت پیاس یہ شعر میری زبان پر تھا ؎

ہمہ آں تشنہ در ریگ بیاباں ٭ برائے آب ہر سُوئے شتاباں

پانی پینے کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ دو کُتے میری طرف دیکھ رہے ہیں اور ذرا پرے کو چند شرفاء بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ مَیں کتوں سے بچ کر اُن کے حلقے میں چلا جاتا ہوں اور وہ لوگ کتّوں کو دھتکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی وجود والے بزرگ ہاتھ میں سوٹی لئے وہاں آجاتے ہیں۔ وہ آتے ہی کتّوں کی طرف سونٹی سے اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "بے دینو ابھی تک تم اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اس کے بعد مَیں ان بزرگ کے ساتھ چل پڑا ہوں۔ وہ ایک گاؤں میں پہنچتے ہیں اور وہاں ایک مکان میں کھڑکی سے اُوپر چڑھ جاتے ہیں مَیں بھی ان کے پیچھے مکان میں داخل ہو جاتا ہوں۔ آگے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملتے ہیں اور وہ ان بزرگ کو دیکھ کر بار بار یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

اے جہاں منتظر خوش باش کامد دلستاں ٭ ایں مسیح دَور آخر مہدیٔ آخر زماں

اور "ایں" کا لفظ جب کہتے ہیں تو ہر بار اُن بزرگ کے رخسار تک اپنی انگلی لے جاتے ہیں (یہاں یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ مَیں پہلے شیعہ تھا اور یہ یقین رکھتا تھا کہ اگلے جہان میں حضرت علیؓ ہی کارساز ہوں گے) اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ میں نے اُن بزرگ کی بیعت کی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھُل گئی۔

اس خواب کے بعد شبہ یہ رہا کہ وہ جگہ جہاں مہدی علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں معیّن طور پر نہیں بتائی گئی چنانچہ استخارہ جاری رکھا اور پھر دُعا شروع کر دی۔ سات، آٹھ دن کے بعد ایک رات پھر وہی خواب آئی اور کتّوں کے واقعہ کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نیز یہ کہ چاروں خلفاء بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں چاروں خلفاء باری باری کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے جاتے ہیں اور پھر اُلٹے پاؤں ادب کے ساتھ واپس آکر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت علیؓ جب جانے لگے تو مجھے بھی اپنے ہمراہ لے گئے اور مَیں نے بھی اُن کے ساتھ ساتھ ایسا ہی کیا۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی داڑھی سُرخ ہے اور باقی تینوں خلفاء کی داڑھیاں سیاہ ہیں البتہ حضرت عمرؓ ذرا قد میں لمبے ہیں۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے ہیں۔ دونوں کو ایک ساتھ کھڑے دیکھ کر مَیں شبہ میں پڑ جاتا ہوں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اور مہدی علیہ السلام کون ہیں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف کر دیتے ہیں اور مَیں اُن کی بیعت کرتا ہوں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھُل گئی۔

اس کے کچھ عرصہ بعد مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان گیا۔ یہ سن ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے۔ وہاں جا کر مجھے تسلّی ہو گئی کہ دونوں خوابوں میں مہدی علیہ السلام کے طور پر مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی دکھائے گئے تھے۔ مَیں بازار سے گزر کر جب دار المسیح کے قریب پہنچا تو مَیں نے اس کھڑکی کو پہچان لیا جس میں سے گزر کر مَیں پہلے

خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے پیچھے مکان میں داخل ہوا تھا اور دوسرے خواب میں جس جگہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت ہوئی تھی وہ جگہ وہ تھی جہاں قادیان میں حضرت نواب محمد علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ کی رتھ کھڑی رہتی تھی اور ایک بوڑھا بھی وہاں رہا کرتا تھا۔ جب میں مسجد مبارک میں پہنچا تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے باہر تشریف لائے ہوئے تھے اور سیڑھیوں کے پاس کھڑے تھے پاس ہی ایک کشمیری دوست کھڑے باتیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مجھے ظہور مہدی کے متعلق سولہ خوابیں آئی ہیں آپ کے خاطر میں نے تبت بھی دیکھا۔ آپ تو یہاں تھے اور میں وہاں مارا مارا پھرتا رہا۔ نماز کے بعد بیعت ہوئی۔ سب سے پہلے میں نے بیعت کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ جس وقت میں نے حضورؑ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو حضورؑ نے بغیر میرے کچھ کہنے کے فرمایا کہ بیعت تو ہو چکی ہے لیکن بیعتِ ظاہری بھی ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ نے میری خواب والی بیعت کا حضورؑ کو کشفاً علم دیدیا تھا۔

جب میں نے حضورؑ کی بیعت کی تو اُس وقت رہ رہ کر میرے دل میں خیال آرہا تھا کہ بعض کمزوریاں ایسی ہیں کہ شاید میں انہیں چھوڑ نہیں سکوں گا۔ جب بیعت کر کے میں گھر واپس آیا تو راستہ میں ایک کھیت کے پاس سے گزر رہا تھا۔ پرانی عادت کے مطابق میں نے بے دھیانی میں چھونے کی ایک منجر (چاول کے پودے کا سِٹّہ) کو ہاتھوں میں مروڑ کر توڑ لیا اور اس کے چاول نکال کر منہ میں ڈالنے لگا۔ جونہی مُٹھی منہ تک پہنچی یک دم ایک درد دھری لہر جسم میں پیدا ہوئی میں نے اُس منجر کو فوراً پھینک دیا اور اس طرح خدائی نصرت کے ماتحت چوری کے ارتکاب سے محفوظ رہا۔ اس طرح بعض کمزوریاں ترک کرنے میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی۔

۱۹۰۷ء والے جلسہ سالانہ کے موقع پر احمدیہ سٹور دکان کے پاس جو ایک لسوڑھی کا درخت تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لائے تو وہاں کھڑے ہو گئے اور جو لوگ مصافحہ کرنا چاہتے تھے انہیں مصافحہ کرنے کی اجازت دی۔ بعض لوگوں کا یہ حال تھا کہ وہ بار بار حضور سے مصافحہ کرتے تھے۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے کہا اِن کو کیا ہو گیا ہے بار بار منع کرنے پر بھی باز نہیں آتے حضورؑ کے پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔ اس پر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ نے کہا مولوی صاحب یہ لوگ معذور ہیں، تیرہ سو سال کے بعد ان لوگوں نے خدا کے نبی کو دیکھا ہے، یہ بھی کیا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکچر کی غرض سے سیالکوٹ تشریف لائے۔ حضورؑ حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحومؓ کے مکان میں فروکش تھے اور لیکچر کا مضمون رقم فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک بہت معمر خاتون آئیں جو مولا بخش صاحب سفید پوش ساکن ٹھروکی والدہ تھیں۔ انہیں وہ بیعت کرانے کی غرض سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ لوگوں نے کہا مائی بیعت کل ہو گی۔ اُس خاتون نے پنجابی زبان میں کہا "شے بچہ ہندی میری بیعت لے لے"۔ لوگوں نے پھر یہی کہا کہ بیعت کل ہو گی آج حضورؑ بہت مصروف ہیں۔ وہ خاتون کہنے لگی "جے بھلکے پانئدے ہوندے جے میں رات مر گئی تے آکھاں گی ایہہ سارا قصور بچہ

مہندی والے" حضورؑ نے معمر خاتون کے یہ الفاظ سن لئے اور اعلان کرا دیا جو لوگ بیعت کرنا چاہتے ہیں وہ کر لیں چنانچہ اسی وقت بیعت لی گئی۔

اس کے بعد لوگوں نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ حضورؑ کی زیارت کے مشتاق ہیں آپ ذرا مکان کی چھت پر گلی کے قریب تشریف لائیں چنانچہ حضورؑ مکان کی چھت کے سرے پر تشریف لے آئے۔ نیچے گلی میں لوگوں کا ہجوم بہت تھا۔ حضورؑ وہاں اندازاً نصف گھنٹہ کے قریب تشریف فرما رہے۔ ہر چند کہ پولیس نے لوگوں کو منتشر کرنے کی بہت کوشش کی لیکن لوگ برابر وہیں کھڑے ہو کر زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ آخر حضورؑ مکان میں واپس تشریف لے گئے اور دو گھنٹہ کے بعد جا کر کہیں منتشر ہوئے۔ پھر راجہ والی سرائے میں حضورؑ کا لیکچر ہوا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے لیکچر پڑھ کر سنایا۔ شروع میں چند ایک کلمات حضورؑ نے فرمائے اور اصل لیکچر حضورؑ کی زیر ہدایت حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے ہی پڑھا۔ لیکچر کا ایک جزو طبع ہونے سے رہ گیا تھا۔ وہ جزو لانے کے لئے آدمی کو پریس بھیجا گیا لیکن اس اثناء میں حضرت مولوی صاحبؓ نے اس خوبی سے لیکچر کو جاری رکھا کہ کسی کو علم بھی نہ ہوا کہ بیچ میں سے کوئی جزو چھوٹ گیا ہے۔

جب میں قادیان گیا تھا تو بابا اشرف الدین ذات کانواں ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ بھی ہمارے ساتھ تھے ان کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ راستہ میں ہر ایک شخص کو جو بھی انہیں ملتا یہی کہتے کہ چلو مہدی کا دیدار کر آؤ۔ جب ہم قادیان پہنچے اور مسجد مبارک میں آئے تو انہوں نے اپنے ٹھیٹھ پنجابی لہجے اور دیہاتی انداز میں دور ہی سے کہا "بسم اللہ بسم اللہ آئے نوں مہدی جو ہوئیوں اراں کر لتّاں گھٹّاں"۔ جب وہ قریب آئے تو حضورؑ نے ایک ٹانگ آگے کو کر دی بابا اشرف الدین نے ٹانگ کو اپنے ہاتھوں سے دبایا پھر بولے "آ دوجی بھی کر" حضورؑ نے دوسری ٹانگ بھی آگے کر دی جب وہ ٹانگیں دبا چکے تو حضورؑ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا "بابا تم تو جنتی ہو"۔ بابا نے کہا "اچھا بھئی فیر جے تُوں آکھناں ایں تے جنتی ہو جانواں گا" اس جواب پر حضورؑ نے تبسم فرما کر خوشی کا اظہار فرمایا۔

خدا بخش صاحب سندھو ساکن دولو وال جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؑ کے قدموں میں گر پڑے حالانکہ وہ قبل ازیں اہل حدیث تھے اور کسی کے گھٹنوں کو بھی چھونے کے سخت مخالف تھے۔ حضورؑ نے ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں اٹھنے کے لئے کہا۔ جب تعمیل ارشاد میں وہ کھڑے ہوئے تو حضورؑ نے ان سے مصافحہ کیا اور فرمایا اس طرح نہیں کرتے۔ بعد میں جب ان سے لوگوں نے پوچھا تم تو پکے موحد ہو تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ بولے حضورؑ کی شخصیت اور عظمت کا مجھ پر ایسا رعب طاری ہوا کہ میں بے اختیار ہو گیا اور یکدم حضورؑ کے پاؤں پر گر پڑا +

یورپ میں تبلیغِ اسلام کی مہم کا ایک نیا مرحلہ

کلیسیا کی طرف سے جماعتِ احمدیہ کے چیلنج کا اعتراف

(مبلغ سوئٹزرلینڈ شیخ ناصر احمد صاحب۔ از زیورک)

سوئٹزرلینڈ میں جماعتِ احمدیہ کے مبلغِ اسلام مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے زیورک سے انگریزی زبان میں ایک قیمتی مضمون ارسال فرمایا ہے جس میں آپ نے سوئٹزرلینڈ کی کلیسیائی کونسل کے ترجمان اخبار "وانڈرر" کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ تبلیغ کے میدان میں جماعتِ احمدیہ کی حیران کن کامیابی کلیسیا کے لئے سخت پریشانی اور گھبراہٹ کا موجب بنی ہوئی ہے اور اسے فکر لاحق ہے کہ اسلام کی جانب سے رونما ہونے والے اس عظیم خطرے کا کیونکر مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ یورپ میں کلیسیا نے حال ہی میں بے رخی اور عدم التفات کی سابقہ روش کو ترک کرتے ہوئے اِس امر کا برملا اعتراف کیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ عیسائیوں کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ کہ عیسائی معتقدات کو اِس جماعت کی یورش سے بچانے کے لئے اس چیلنج کا جواب دینا ازبس ضروری ہے۔ ذیل میں افادۂ احباب کی غرض سے اِس انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

مغرب میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ سے عیسائیت کے لئے جو شدید خطرہ پیدا ہو رہا ہے سوئٹزرلینڈ میں کلیسیا نے عیسائی عوام کو اس کا احساس دلانے کے لئے حال ہی میں ایک ایسا قدم اٹھایا ہے جس کی اِس سے قبل کوئی واضح اور نمایاں مثال موجود نہیں ہے۔ وہ اقدام یہ ہے کہ "سوئس ایونجیلیکل مشنز کونسل" نے اپنے پندرہ روزہ ترجمان اخبار "وانڈرر" (WANDERER) کا ایک خصوصی ایڈیشن جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور ان کے نتیجے میں کلیسیا کے لئے پیدا ہونیوالی مشکلات کے لئے وقف کر کے عیسائی عوام کو اس کے مقابلے کے لئے بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ اقدام کسی ایک ادارے کی تنہا کوشش کے مترادف نہیں ہے کیونکہ اخبار مذکور جس کلیسیائی کونسل کا ترجمان ہے اسے دس نامور مشنری سوسائٹیوں کی تائید و حمایت حاصل ہے اور وہ اس کی نمائندہ حیثیت کو تسلیم کرتی ہیں۔ ان سوسائٹیوں میں مشن آف دی برادرہڈ کمیونٹی بیسل مشن، میتھوڈسٹ چرچ مشن، پیرس مشن، سوئس ایونجیلیکل مشن، سوئس مشن ان ساؤتھ افریقہ، سوئس ایسٹ ایشین مشن فلی۔ افریقن مشن اِن انگولا، سوئس ایونجیلیکل مشن فارمسلمز اور ادرینڈ مشن جیسے نامور مشنری سوسائٹیاں شامل ہیں۔ اندرونی

ٹائیٹل کے صفحہ پر کرۂ ارض کے مشرقی حصّہ کا نقشہ دیا گیا ہے جس کے نیچے مندرجہ ذیل نوٹ نمایاں طور پر درج ہے :۔

"وانڈرر کا یہ ایڈیشن اسلام کے ایک نئے فرقے یعنی جماعتِ احمدیہ سے متعلق معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ جماعت دنیا بھر میں لوگوں کو اسلام کا پیرو بنانے میں خاصی حد تک کامیاب ہے .... اس کا بلند اور معین نصب العین دنیا کے تمام مذاہب کو اسلام کی حدود میں لاکر انہیں ایک نقطہ پر مجتمع کر دکھانا ہے ......"

اخبار مذکور نے ایک خصوصی مقالے میں جماعتِ احمدیہ کی تاریخ پر روشنی ڈالی ہے اور اس بارہ میں خاصی حد تک وقت نظر سے کام لیا ہے۔ جا بجا اس نے گذشتہ سالوں میں ہماری طرف سے شائع شدہ کتب کے حوالے بھی دئے ہیں۔ لیکن انہیں توڑ مروڑ کر پیش کر کے ان سے غلط رنگ میں فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے مضمون میں واضح کیا گیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کا قیام کس طرح اور کن حالات میں عمل میں آیا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے بعض اقتباسات اور حضورؑ کی بعض پیشگوئیوں کے حوالے بھی درج ہیں نیز اسلام اور عیسائیت کے بعض خصوصی مسائل اور ان کے دلائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے پھر اس میں جماعتِ احمدیہ کے مرکز ربوہ اور اس کے تنظیمی اداروں کا بھی ذکر ہے! اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اس جماعت کے مشن کون کون سے ممالک میں اس وقت تبلیغِ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ یورپ میں جماعت کی طرف سے تعمیر کردہ مساجد اور دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع کردہ تراجم قرآنِ مجید کا بھی اس میں ذکر موجود ہے حتّٰی کہ ہمارے جرمن ترجمۂ قرآنِ مجید کے ایک پورے صفحہ کا چربہ بھی بطور نمونہ شائع کیا گیا ہے۔ پھر تحریک جدید کے اغراض و مقاصد پر بھی تفصیل سے روشنی ڈال کر اس کے تحت قائم شدہ تبلیغِ اسلام کے وسیع نظام سے بھی لوگوں کو روشناس کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۹۴۷ء میں جماعتِ احمدیہ کے سوئٹزرلینڈ مشن نے یہاں ایک طبع شدہ پمفلٹ جس میں مسیح علیہ السلام کے مقبرہ کا فوٹو بھی شامل تھا تقسیم کیا تھا اخبار مذکور کے اس خصوصی ایڈیشن میں وہ پورا پمفلٹ نقل کر کے اس پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے :۔

"جب ۱۹۴۷ء میں "زیورک لوائز رائفل شوٹنگ" کے موقع پر بین ہندوستانی مبلغینِ اسلام نے یہاں ایک پمفلٹ تقسیم کیا تھا تو یہ بات یہاں کچھ کم سنسنی پھیلانے کا موجب نہ ہوئی تھی کیونکہ اس پمفلٹ پر جلی حروف میں یہ عنوان درج تھا کہ "یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے"۔

اخبار مذکور کے محولہ بالا شمارہ میں اس بات پر خاص زور دیا گیا ہے کہ احمدی مسلمانوں میں ایک ایسی روح اور جذبہ کارفرما ہے جس کا عیسائیوں کو ضرور نوٹس لینا چاہیئے۔ اس نے لکھا ہے کہ احمدی معمولی قسم کے انسان نہیں ہیں ان لوگوں نے اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کا عزم بالجزم کر رکھا ہے۔ انہیں اپنے مشن اور اس کی تکمیل پر ایک غیر متزلزل ایمان حاصل ہے اور پھر انہیں اس امر کا پورا پورا احساس ہے کہ اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا ان کا اولین فرض ہے۔ مزید برآں اس نے اسلام کے روشن مستقبل کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں بھی درج کر کے

لکھا ہے ـــــ "یہ تحریک، جو تمام مسلمان فرقوں کو ایک ہی حقیقی اسلام کے نام پر متحد کرنے کے لئے کوشاں ہے، تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس تحریک میں خلافت کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ شیخ ناصر احمد کے شائع کردہ رسالے الموسوم بہ "احمدیت" میں لکھا ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ (علیہ السلام) اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی قدرتِ اول کے مظہر تھے اور خلافت قدرتِ ثانیہ کی مظہر ہے"۔

اس کے بعد اخبار مذکور نے مخالفت کے ان مختلف مراحل پر روشنی ڈالی ہے جن میں سے جماعتِ احمدیہ کو گزرنا پڑا ہے اور پھر اس کی موجودہ ترقی کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے ـــــ "جماعتِ احمدیہ کے موجودہ مشنری شیخ ناصر احمد جب پہلے پہل یہاں آئے تھے تو ان کی طرف سے پوری سوئس قوم کے نام ایک اپیل شائع کی گئی تھی نیز ایک پریس کانفرنس کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اس پریس کانفرنس میں یورپ کے دوسرے مبلغینِ اسلام بھی موجود تھے۔ اس کے بعد اشاعتِ کتب کا سلسلہ شروع ہوا اور اب تو زیورک سے ایک ماہانہ رسالہ بھی "Der Islam" کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں احمدیہ تحریک دنیا کے اور بہت سے علاقوں میں بھی پھیل گئی ہے"۔ اس کے بعد مضمون نگار نے جماعتِ احمدیہ کے تبلیغی مشنوں کی ایک طویل فہرست درج کی ہے اور اعتراف کے طور پر لکھا ہے کہ "یقیناً جماعت کی یہ ترقی حیران کن ہے اور اس حد تک حیران کن ہے کہ ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے"۔ آگے چل کر اخبار نے جماعت کے مستقبل کے متعلق حضرت امام جماعتِ احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآرا تصنیف "دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی" کا حسبِ ذیل اقتباس بھی نقل کیا ہے :۔

"گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں کروڑ گنا زیادہ ہیں لیکن دنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے، مخالفت میں خواہ کتنی ہی بڑھ جائے یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے، ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، زمین اپنی حرکت سے رُک سکتی ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا"۔

آخر میں مضمون نگار نے احمدیوں کے غیر متزلزل ایمان و ایقان کا ایک بار پھر ذکر کرتے ہوئے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ عیسائیوں کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے :۔

"میں ایک دفعہ پھر احمدیوں کے اس احساس کی طرف کہ وہ ایک مقدس آسمانی مشن کے حامل ہیں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس بات پر انہیں پختہ ایمان حاصل ہے کہ دُنیا کے تمام مذاہب اور تمام قومیں مسیح موعود کے نام پر متحد ہو جائیں گی۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ آیا وہ مسیح موعود مرزا غلام احمد ہیں یا ناصرہ کا رہنے والا یسوع ؟

"احمدیہ تحریک ترقی کی بے پناہ امنگوں اور اپنی حیران کن کامیابیوں کے ساتھ ہم عیسائیوں کے لئے بالعموم اور ہماری نئی نسلوں کے نوجوانوں کے لئے بالخصوص ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ جبکہ ایک مشکوک اور مابہ النزاع امر کے حق میں اتنی عظیم کوشش بروئے کار لائی

جاسکتی ہے تو کیا ہم عیسائیوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم اپنے ایمان ویقین اور جذبہ و جوش کو اُس کی عزت کے لئے بروئے کار لائیں جس نے ہمارے خاطر اپنی جان تک قربان کر دی اور جسے خدا نے مُردوں میں سے پھر زندہ کر کے اِس امر کی تصدیق و توثیق کی کہ فی الحقیقت وہی ہمارا آقا اور نجات دہندہ ہے۔ نہ کوئی حیلہ اور نہ کوئی انسان خواہ وہ عرب یا ہندوستان سے ظاہر ہو یا پھر امریکہ یا روس سے منظرِ عام پر آئے مسیح کے نام کو گہنا سکتا ہے اور نہ اُس عظمت سے اس کو محروم کر سکتا ہے جو اس کے لئے ہمیشہ سے مقدّر ہے"۔

اخبار مذکور کا یہ ایڈیشن یورپ میں اپنی نوعیت کا پہلا ایڈیشن ہے اور ایک لحاظ سے یہ مغرب میں ہماری تبلیغی مساعی کے حق میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یورپ کے کلیسیا نے متعدد تنظیموں کے باضابطہ نمائندہ کی حیثیت سے اِس رنگ میں ہماری مساعی کا برملا نوٹس پہلے کبھی نہیں لیا کہ اُس کے ترجمان اخبار کا ایک پورا ایڈیشن ہماری مساعی اور ان کے نتیجہ میں عیسائیت کے لئے پیدا ہونیوالے خطرات کو نمایاں کرنے کے لئے وقف کر دیا گیا ہو۔ اِس لحاظ سے دیکھا جائے تو ہماری تبلیغی مساعی اب ایک نئے مرحلہ میں داخل ہو رہی ہیں۔ اِس نئے مرحلہ کی نشاندہی اِس امر سے ہوتی ہے کہ یورپ میں کلیسیا نے احمدیت کے چیلنج اور اس کی شدّت کو برملا تسلیم کر کے اس کا مقابلہ کرنے کے بارہ میں فکرمندی اور مستعدی کا اظہار کیا ہے لیکن وہ کتنا ہی زور لگائے مخالفت میں کتنا ہی بڑھ جائے یہ خدا کا قطعی اور اٹل فیصلہ ہے کہ اسلام اب دنیا میں غالب آ کر رہے گا۔ سورج ٹل سکتا ہے، ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، زمین اپنی حرکت سے رک سکتی ہے لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں کوئی طاقت روک نہیں بن سکتی۔ ذالك تقدیر العزیز الحکیم؛

صحبتِ صالحین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف میں آیا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیۂ نفس کے واسطے صحبتِ صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔ جھوٹ وغیرہ اخلاقِ رذیلہ دُور کرنے چاہئیں اور جو راہ پر چل رہا ہے اس سے راستہ پوچھنا چاہیئے۔ اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ درست کرنا چاہیئے جیسا کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر املا درست نہیں ہوگا ویسا ہی غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق بھی درست نہیں ہوتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا ہے تو سیدھی راہ پر چلتا ہے ورنہ بہک جاتا ہے۔"

(بدر جلد ۱۰ صفحہ ۵۰۴۴ء)

بچوں کا صفحہ

احمدی بچے کیسے ہونے چاہئیں؟

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کئی دفعہ بیان فرمایا ہے کہ احمدی بچے کیسے ہونے چاہئیں۔ چنانچہ آج سے بیس اکیس سال قبل ایک مجلس میں حضور نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:-

"بچوں کو دینی ارکان کا پابند بنایا جائے۔ بلوغت سے قبل کبھی کبھی روزہ بھی رکھوانا چاہیئے۔ اس سے ان کی صحت خراب نہیں ہوتی بلکہ یہ صحت کے لئے فائدہ بخش چیز ہے۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ بچوں کو نماز کے لئے نہیں جگاتے۔ وہ سمجھتے ہیں ابھی نیانا (بچہ) ہے۔ یہ درست نہیں۔ ان کو نماز کی باقاعدگی کا عادی بنانا چاہیئے۔ پھر ورزش کی عادت بھی ڈالنی چاہیئے ...... ہمارے ملک میں بچوں کو محنت کا عادی نہیں بنایا جاتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے ہو کر بھی نکمے ثابت ہوتے ہیں۔ یورپ میں بچوں کو محنت کا عادی بنایا جاتا ہے جس سے بڑے ہو کر بھی وہ کام کے قابل ہوتے ہیں۔

پس دوست اس بات کا خیال رکھیں کہ جہاں بچوں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جائے کہ ان کی صحت بگڑ جائے وہاں ان کی تربیت کا بھی خیال رکھا جائے۔ انہیں محنت و مشقت کا عادی بنایا جائے، مشکلات کے برداشت کرنے کی مشق کرائی جائے اور انہیں اپنے اوقات کو ضائع کرنے سے روکا جائے۔ کیونکہ جن نوجوانوں میں یہ عیوب ہوں وہ ملک و قوم بلکہ ساری دنیا کے لئے مصیبت کا موجب ہوتے ہیں۔" (ملفوظات فرمودہ ۶ر دسمبر ۱۹۴۰ء۔ مطبوعہ الفضل ۱ر جولائی ۱۹۶۰ء)

اِس نصیحت میں حضور نے بتایا ہے کہ والدین کو اپنے بچّوں کی کس رنگ میں تربیت کرنی چاہیئے۔ بچّوں کا فرض ہے کہ وہ حضور کی یہ نصیحت پڑھ کر خود بھی اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں جن کا اِس نصیحت میں حضور نے ذکر فرمایا ہے۔

اس میں حضور نے پہلی بات یہ بیان فرمائی ہے کہ احمدی بچّوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دینی ارکان یعنی نماز روزہ وغیرہ کے پابند ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ اپنی صحت کا خیال رکھیں اور روزانہ ورزش کرنے کی عادت ڈالیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ وہ محنت مشقت کے عادی ہوں اور مشکلات برداشت کرنے کے قابل بنیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی اپنا وقت ضائع نہ کریں بلکہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی مفید کام کرتے رہیں۔

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ احمدی بچے اپنے آپ کو بُرائیوں سے بچائیں اور اعلےٰ سے اعلےٰ خوبیاں اپنے اندر پیدا کریں تاکہ وہ ملک و قوم بلکہ ساری دنیا کے لئے رحمت کا موجب بنیں مصیبت کا نہیں۔ اے اللہ تُو ایسا ہی کر۔

اسلام کی شان

بچّو! ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم کے چند اشعار درج کئے جا رہے ہیں۔ انہیں پڑھ کر دیکھو تمہارا دل گواہی دے گا کہ یہ بڑے ہی پیارے شعر ہیں۔ اتنے پیارے کہ زبانی یاد کرنے کے قابل۔ انہیں پڑھو اور جھٹ زبانی یاد کر لو۔ پھر ساتھ ہی خدا کا شکر بجا لاؤ کہ اس نے ہمیں کیسا اچھا دین عطا کیا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:-

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دارالشفا یہی ہے
دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں وہ دشمن بلا یہی ہے
کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے
کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے
دیں کی مرے پیارو زریں قبا یہی ہے

پروگرام سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

انصار اللہ کا ساتواں سالانہ اجتماع ۲۷، ۲۸، ۲۹ر اکتوبر کو ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اگرچہ اس کا پروگرام علیحدہ طبع کرا کر جملہ مجالس کو روانہ کر دیا گیا ہے تاہم اس کا تفصیلی پروگرام نمونہ اور ریکارڈ کے طور پر ماہنامہ میں بھی شائع کیا جا رہا ہے:۔

۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز جمعۃ المبارک

اجلاس اوّل

۳-۳۰ تا ۳-۴۰ بعد دوپہر	تلاوت قرآن کریم	
۳-۴۰ تا ۳-۵۵	دعا و افتتاح	حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے
۳-۵۵ تا ۳-۵۷	عہد	
۳-۵۷ تا ۴-۳	نظم	
۴-۳ تا ۴-۱۸	درس قرآن مجید	محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس
۴-۱۸ تا ۴-۳۳	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	محترم سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
۴-۳۳ تا ۴-۴۲	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مکرم مولانا ابو العطاء صاحب قائد اصلاح و ارشاد
۴-۴۲ تا ۵-۲۵	تفریحی ورزشی مقابلے	
۵-۳۵ تا ۷-۳۰	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس دوم

۷-۳۰ تا ۷-۴۰	تلاوت قرآن مجید	
۷-۴۰ تا ۷-۵۰	نظم	
۷-۵۰ تا ۸-۱۵	سالانہ رپورٹ مجلس انصار اللہ مرکزیہ	قائدین مرکزیہ
۸-۱۵ تا ۹-۱۵	مجلس شوریٰ	
۹-۱۵ تا ۹-۳۰	درس قرآن مجید	مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس قائد تربیت

شب بخیر

۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز ہفتہ

اجلاس سوم

۴-۰۰ تا ۴-۳۵	نماز تہجّد

۲۵-۴ تا ۳۵-۵	نماز فجر	
۲۵-۵ تا ۵۰-۵	درس قرآن کریم	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب قائد اصلاح و ارشاد
۵۰-۵ تا ۰۰-۷	ذکر حبیب علیہ السلام	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے پانچ بزرگ صحابی اپنی روایات بیان فرمائیں گے
۰۰-۷ تا ۳۰-۷	ناشتہ	

اجلاس چہارم

۰۰-۸ تا ۴۰-۸	تلاوت قرآن مجید	
۴۰-۸ تا ۵۰-۸	نظم	
۵۰-۸ تا ۵-۹	درس قرآن مجید	مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس قائد تربیت
۵-۹ تا ۱۷-۹	درس حدیث	مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمن صاحب ایم۔اے
۱۷-۹ تا ۳۰-۹	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل
۳۰-۹ تا ۴۰-۹	حیات قدسی سے ایک ورق	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب قائد اصلاح و ارشاد
۴۰-۹ تا ۵-۱۰	وعظ	حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۵-۱۰ تا ۲۰-۱۰	وقفہ	
۲۰-۱۰ تا ۲۰-۱۱	انعامی تقریری مقابلہ	

منصفین :-	عنوانات :-
مکرم مرزا عبدالحق صاحب سرگودھا	۱- حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر لحاظ سے ہمارے لئے اسوہ ہیں۔
چوہدری احمد مختار صاحب کراچی	۲- نظام خلافت سے وابستگی میں ہی ہماری نجات ہے۔
مکرم بابو قاسم الدین صاحب سیالکوٹ	۳- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی ضرورت۔
مکرم بابو شمس الدین صاحب پشاور	۴- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس شان سے خدمت قرآن کا فریضہ ادا کیا۔
	۵- احمدی نوجوانوں کے اخلاص کے شاندار نمونے۔

۲۰-۱۱ تا ۵۰-۱۱ سوال و جواب :-

نوٹ :- ایسے سوالات دریافت کرنے	۱- محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
کی اجازت نہ ہوگی جن کا تعلق افتاء یا	۲- مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس
قضاء سے ہو یا جن کا تعلق فرقہ وارانہ	۳- مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری
مسائل یا سیاسیات سے ہو۔	۴- مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمن صاحب جواب دیں گے۔

۱۱-۵۰ تا ۱۲-۰۰	نظم	
۱۲-۰۰ تا ۲-۳۰	وقفہ برائے نماز ظہر و عصر و طعام	

اجلاس پنجم

۲-۳۰ تا ۲-۴۰	تلاوت قرآن کریم	
۲-۴۰ تا ۲-۵۰	نظم	
۲-۵۰ تا ۳-۲	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ
۳-۲ تا ۳-۱۵	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب
۳-۱۵ تا ۳-۳۰	قبولیت دعا کی دو ذاتی مثالیں	محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
۳-۳۰ تا ۳-۴۵	ع خدمت دین کو تم اک فضل الٰہی جانو	مکرم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مربی سلسلہ لاہور
۳-۴۵ تا ۳-۵۵	نظم	
۳-۵۵ تا ۴-۳	انصار اللہ کی ذمہ داریاں	مکرم میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ
۴-۳ تا ۴-۱۲	مرکز کو مالی لحاظ سے مستحکم بنائیے	مکرم چوہدری عبدالحق صاحب ورک ناظم اعلیٰ مجالس انصار اللہ سابق سندھ و بلوچستان
۴-۱۲ تا ۴-۲۵	صحت کو برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہدایات	مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
۴-۲۵ تا ۴-۳۵	نظم	
۴-۳۵ تا ۵-۲۵	تفریحی و ورزشی مقابلے	
۵-۲۵ تا ۷-۳۰	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس ششم

۷-۳۰ تا ۷-۴۰ بعد نماز مغرب و عشاء	تلاوت قرآن مجید	
۷-۴۰ تا ۷-۵۰	نظم	
۷-۵۰ تا ۸-۵	تقسیم انعامات	
۸-۵ تا ۸-۲۰	ع آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج	جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب جج ہائیکورٹ لاہور
۸-۲۰ تا ۹-۱۵	مجلس شوریٰ	
۹-۱۵ تا ۹-۳۰	درس قرآن مجید	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

شب بخیر

۲۹؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز اتوار

اجلاس ہفتم

۴-۰۰ تا ۴-۳۵	نماز تہجد	
۴-۳۵ تا ۵-۳۵	نماز فجر	
۵-۳۵ تا ۶-۰۰	درس قرآن مجید	مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس
۶-۰۰ تا ۷-۰۰	ذکر حبیب علیہ السلام	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند صحابہ کرام اپنی روایات بیان فرمائیں گے نیز بعض صحابہ کی روایات کے ٹیپ ریکارڈ سنائے جائیں گے۔
۷-۰۰ تا ۸-۳۰	ناشتہ وغیرہ	

اجلاس ہفتم

۸-۳۰ تا ۸-۴۰	تلاوت قرآن مجید	
۸-۴۰ تا ۸-۵۰	نظم	
۸-۵۰ تا ۹-۰۰	ماہنامہ "انصار اللہ"	مکرم چوہدری انور حسین صاحب شیخوپورہ
۹-۰۰ تا ۹-۱۲	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مکرم مولانا شیخ عبد القادر صاحب لاہور
۹-۱۲ تا ۹-۲۵	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
۹-۲۵ تا ۹-۴۰	شمائل حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مولانا شیخ عبد القادر صاحب مربی لاہور
۹-۴۰ تا ۹-۵۵	تاریخ احمدیت میں حضرت المصلح الموعود کا مقام	مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس
۹-۵۵ تا ۱۰-۲۵	ارشادات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔	
۱۰-۲۵ تا ۱۰-۳۵	نظم	
۱۰-۳۵ تا ۱۰-۵۵	ذکر حبیب علیہ السلام	محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
۱۰-۵۵ تا ۱۱-۱۰	ذکر الٰہی کے فضائل	مکرم مرزا عبد الحق صاحب سرگودھا
۱۱-۱۰ تا ۱۱-۲۵	سلسلہ عالیہ احمدیہ کا طرۂ امتیاز	مکرم مولانا ابو العطاء صاحب
۱۱-۲۵ تا ۱۱-۵۵	تقریر	صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ
۱۱-۵۵ تا ۱۲-۰۰	عہد و دعا	

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۞

خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ خاکسار شیخ محبوب عالم خالد قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ
یکم اکتوبر ۱۹۶۱ء

نماز میں خشوع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :-

''انسان کی زاھدانہ زندگی کا بڑا معیار نماز ھے ۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رھتا ھے ۔ امن میں رھتا ھے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ھے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ھے ۔ اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ھے ۔ یاد رکھو اس نے نماز کا حظ نہیں اٹھایا ۔ جس نے نماز میں لذت نہیں پائی ۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ھے ۔ بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگیں مارتی ھے ۔ ختم کرتے ھیں ۔ اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ھیں ۔ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا ۔ اسکو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گزار دیتے ھیں ۔ اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ھیں ۔ نماز میں دعا مانگو ۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو ،،

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۱۴۵)

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا ۔